جان پہچان

آٹھویں جماعت کے لیے اردو کی درسی کتاب

© NCERT
not to be republished

4822

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ
NATIONAL COUNCIL OF EDUCATIONAL RESEARCH AND TRAINING

4822-Jaan Pehchan, L2,
Textbook for Class VIII

ISBN 978-81-7450-997-0

پہلا ایڈیشن

ستمبر 2009 آشوین 1931

دیگر طباعت

نومبر 2013 کارتک 1935
مئی 2015 بیشاکھ 1937
جون 2017 آساڑھ 1939
فروری 2019 ماگھ 1940
اکتوبر 2019 کارتک 1941
مارچ 2021 چیتر 1943 (NTR)

PD NTR SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، 2009

قیمت : ₹ 60.00

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے

میں چھپوا

کر پبلی کیشن ڈویژن سے شائع کیا۔

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یاد داشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جارہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جاسکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جاسکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظر ثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چپٹی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصوّر ہوگی اور ناقابل قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
سری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 **فون** 011-26562708

108,100 فِٹ روڈ ہوسڈے کیرے **ہیلی**
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بینگلورو - 560085 **فون** 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 **فون** 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکاتا - 700114 **فون** 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گواہاٹی - 781021 **فون** 0361-2674869

اشاعتی ٹیم

ہیڈ، پبلی کیشن ڈویژن	:	انوپ کمار راجپوت
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف پروڈکشن آفیسر	:	ارون چتکارا
چیف بزنس منیجر (انچارج)	:	وپن دیوان
ایڈیٹر	:	سید پرویزاحمد
پروڈکشن اسسٹنٹ	:	اوم پرکاش

© NCERT
not to be republished

پیش لفظ

'قومی درسیات کا خاکہ — 2005' میں سفارش کی گئی ہے کہ بچوں کی اسکول کی زندگی، ان کی باہر کی زندگی سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ یہ زاویۂ نظر، کتابی علم کی اس روایت کی نفی کرتا ہے جس کے باعث آج تک ہمارے نظام میں گھر اور سماج کے درمیان فاصلے حائل ہیں۔ نئے قومی درسیات کے خاکے پر مبنی نصاب اور درسی کتابیں اسی بنیادی خیال پر عمل آوری کی ایک کوشش ہے۔ اس کوشش میں مختلف مضامین کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے اور رٹ کر پڑھنے کے طریقۂ کار کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان اقدامات سے قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور 'طفل مرکوز نظامِ تعلیم' کی طرف مزید پیش رفت ہوگی۔

اس کوشش کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسکولوں کے پرنسپل اور اساتذہ بچوں میں اپنے تاثرات خود ظاہر کرنے اور ذہنی سرگرمیوں اور سوالوں کے ذریعے سیکھنے کی ہمّت افزائی کریں۔ ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا چاہیے کہ بچوں کو اگر موقع، وقت اور آزادی دی جائے تو وہ بڑوں سے حاصل شدہ معلومات سے وابستہ ہو کر، نئی معلومات مرتب کرتے ہیں۔ آموزش کے دوسرے ذرائع اور محلِ وقوع کو نظر انداز کرنے کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب مجوزہ درسی کتاب کو امتحان کے لیے واحد ذریعہ بنانا ہے۔ بچّوں کے اندر تخلیقی صلاحیت اور پیش قدمی کے رجحان کو فروغ دینا اسی وقت ممکن ہے جب ہم آموزشی عمل میں بچّوں کو بحیثیت شریک کار قبول کریں اور اُن سے اسی طرح پیش آئیں۔ انھیں محض مقررہ معلومات کا پابند نہ سمجھیں۔

یہ مقاصد اسکول کے معمولات اور طریقۂ کار میں معقول تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ روزمرہ نظام الاوقات (Time-Table) میں لچیلا پن اُسی قدر ضروری ہے جتنی کہ سالانہ کیلنڈر کے نفاذ میں سخت محنت کی تاکہ مطلوبہ ایّام کو حقیقتاً تدریس کے لیے وقف کیا جاسکے۔ تدریس اور اندازۂ قدر کے طریقوں سے بھی اس امر کا تعین ہوگا کہ یہ درسی کتاب، بچوں میں ذہنی تناؤ اور اکتاہٹ کا ذریعہ بننے کے بجائے ان کی اسکولی زندگی کو خوش گوار بنانے میں کس حد تک مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ نصابی بوجھ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے نصاب سازوں نے مختلف سطحوں پر معلومات کی تشکیلِ نو اور اسے نیا رخ دینے کی غرض سے بچوں کی نفسیات اور تدریس کے لیے دستیاب وقت پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دی ہے۔ اس مخلصانہ کوشش کو مزید بہتر بنانے کے لیے یہ درسی کتاب سوچنے اور محسوس کرنے کی تربیت، چھوٹے گروپوں میں بحث و مباحثہ کرنے اور عملاً انجام دی جانے والی سرگرمیوں کو زیادہ اولیت دیتی ہے۔

این سی ای آر ٹی اس کتاب کے لیے تشکیل دی جانے والی کمیٹی برائے درسی کتاب کی مخلصانہ کوششوں کی شکر گزار ہے۔ کونسل زبانوں کے مشاورتی گروپ کے چیئر پرسن پروفیسر نامور سنگھ اور اس کتاب کے خصوصی صلاح کار پروفیسر شمیم حنفی کی ممنون ہے۔ اس درسی کتاب کی تیاری میں جن اساتذہ نے حصّہ لیا، ہم ان کے متعلقہ اداروں کے بھی شکر گزار ہیں۔ ہم ان سب ہی اداروں اور تنظیموں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل، مآخذ اور عملے کی فراہمی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ ہم وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے شعبہ برائے ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جانب سے پروفیسر مرنال مری اور پروفیسر جی۔ پی۔ دیش پانڈے کی سربراہی میں تشکیل شدہ نگراں کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) کے اراکین کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمیں اپنا قیمتی وقت اور تعاون دیا۔ باضابطہ اصلاح اور اپنی اشاعت کے معیار کو مسلسل بہتر بنانے کے مقصد کی پابند ایک تنظیم کے طور پر این سی ای آر ٹی تمام مشوروں اور آرا کا خیر مقدم کرتی ہے تا کہ کتاب کو مزید غور و فکر کے بعد اور زیادہ کارآمد اور بامعنی بنایا جا سکے۔

نئی دہلی

ڈائریکٹر

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

© NCERT not to be republished

اس کتاب کے بارے میں

کونسل کے زیر اہتمام تیار کردہ یہ کتاب 'جان پہچان' آٹھویں جماعت کے طالب علموں کو دوسری زبان کے طور پر اردو پڑھانے کے لیے ہے۔ اس کا خاص مقصد اردو زبان سے متعلق ضروری معلومات فراہم کر کے طلبا کو مطلوبہ معیار کے مطابق صحیح اردو پڑھنا، لکھنا اور بولنا سکھانا ہے۔ اسباق کی تشکیل میں طلبا کی ذہنی سطح، نفسیات اور قومی مقاصد کے ساتھ ساتھ زبان واسلوب کی دلچسپی پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ یہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان اسباق کے مطالعے سے طلبا میں زبان وادب کی اچھی صلاحیت پیدا ہو اور ان کے اندر سماجی، قومی، تہذیبی اور سائنسی شعور کی تربیت ہو۔

ہر سبق کے بعد مشق میں معنی یاد کیجیے، غور کیجیے اور عملی کام کے تحت طلبا کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے اور زبان کی قواعد سے واقف کرایا گیا ہے۔ بلند آواز سے پڑھنے کے تحت الفاظ کے تلفظ کی مشق پر زور دیا گیا ہے۔ کتاب میں اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کثیر لسانی عمل نیز ہندوستانی سماج اور تہذیب کا عکس ابھر کر سامنے آئے۔ قومی ورثے، ہندوستانی آئین کے مزاج، مشترکہ اقدار اور تصورات نیز ماحولیات سے بھی طلبا کو واقف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

نصاب کا بوجھ زیادہ نہ ہو اس لیے کتاب کی ضخامت قدرے کم رکھی گئی ہے۔ کتاب کی تیاری کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو اردو اساتذہ، ماہرین اور خصوصی صلاح کار پر مشتمل تھی۔ ان سب کے اشتراک وتعاون سے اس کتاب کو آخری شکل دی گئی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب طلبا میں اردو زبان سے محبت پیدا کرنے میں معاون ہوگی اور ان میں اپنے درجے کے معیار کے مطابق اردو کی دوسری کتابوں کے مطالعے کا شوق بھی پیدا ہوگا۔

اردو اساتذہ اور ماہرین تعلیم سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب سے متعلق عملی اور تدریسی تجربات کی روشنی میں ہمیں اپنے مشوروں سے نوازیں تاکہ آئندہ اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔

© NCERT not to be republished

کمیٹی برائے درسی کتب

چیئرمین، مشاورتی کمیٹی برائے زبان

نامور سنگھ، پروفیسر ایمرٹس، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمرٹس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

چیف کوآرڈی نیٹر

رام جنم شرما، ریٹائرڈ پروفیسر اور ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اراکین

اسلم پرویز، ریٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

بشیر احمد انصاری، ریٹائرڈ اکیڈمک سکریٹری، بال بھارتی، پونہ

حدیث انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیہ کریمیہ کالج، اندور

حلیمہ سعدیہ، ہیڈ مسٹرس، ہمدرد پبلک اسکول، اوکھلا، نئی دہلی

راجیش مشرا، ایسوسی ایٹ پروفیسر، ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، این سی ای آر ٹی، اجمیر

سلطانہ رشید، پی جی ٹی (اردو)، بال بھون سینئر سیکنڈری اسکول، بھوپال

شمامہ بلال، پی جی ٹی (اردو)، جامعہ سینئر سیکنڈری اسکول، نئی دہلی

صغرا مہدی، ریٹائرڈ پروفیسر، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

© NCERT not to be republished

قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی، ریٹائرڈ پروفیسر، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

قدسیہ قریشی، ریڈر، شعبۂ اردو، ستیہ وتی کالج، اشوک وہار، دہلی

محمد حسن فاروقی، ریٹائرڈ پرنسپل، جمہور ہائر سیکنڈری اسکول، مالیگاؤں

محمد فیروز، ریٹائرڈ ریڈر، شعبۂ اردو، ذاکر حسین کالج، نئی دہلی

معصوم رضا، پی جی ٹی (اردو)، گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، سیما پوری، دہلی

ممبر کوآرڈی نیٹر

محمد فاروق انصاری، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجیز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

© NCERT not to be republished

بھارت کا آئین

تمہید

ہَم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بَھارَت کو ایک مقتَدر، سمَاج وَادی، غیَر مَذہَبی عَوامی جَمہُوریَہ بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

1۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''مقتدر عوامی جمہوریہ'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

2۔ آئینی (بیالیسویں ترمیم) ایکٹ، 1976 کے سیکشن 2 کے ذریعہ ''قوم کے اتحاد'' کی جگہ (3-1-1977 سے)

© NCERT not to be republished

اظہار تشکر

اس کتاب میں الطاف حسین حالؔی کی نظم 'عورتوں کا درجہ'، سکندر علی وجدؔ کی نظم 'جگنو'، برکت علی فراقؔ کی نظم 'بڑھیا اور چڑیا کی کہانی'، اختؔر شیرانی کی نظم 'ایک لڑکی کا گیت'، تلوک چند محرومؔ کی نظم 'ابر بہار'، خواجہ حسن نظامی کا انشائیہ 'مرچ نامہ'، شفیقہ فرحت کی کہانی 'چوں چوں بیگم' اور محمد مجیب کا روسی کہانی کا ترجمہ 'جھوٹے کی کہانی' شامل ہیں۔ کونسل ان سبھی کے وارثین کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ مظفؔر حنفی کی نظم 'صبر کا پھل' بھی اس کتاب میں شامل ہے۔ کونسل ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے۔

کتاب کی تیاری کے لیے کونسل کاپی ایڈیٹر ابو امام منیر الدین اور صدر الدین، ڈی ٹی پی آپریٹر صائمہ، ابو طلحہ اصلاحی، فرخ فاطمہ اور کمپیوٹر اسٹیشن انچارج پرش رام کوشک کی تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

اس کے علاوہ پبلی کیشن ڈپارٹمنٹ کے کاپی ایڈیٹر محمد توحید ناصر اور ڈی ٹی پی آپریٹر محمد عالم خان اور رضوان احمد ندوی نے بھی اس کتاب کو حتمی شکل دینے میں تندہی سے کام کیا ہے لہٰذا کونسل ان کی بھی شکر گزار ہے۔

© NCERT not to be republished

بھارت کا آئین

حصہ III (دفعہ 12 سے 35)
(بعض شرائط، چند مستثنات اور واجب پابندیوں کے ساتھ)

بنیادی حقوق

کے ذریعہ منظور شدہ

حق مساوات

- قانون کی نظر میں اور قوانین کا مساویانہ تحفظ
- مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش کی بنا پر عوامی جگہوں پر مملکت کے زیر انتظام
- سرکاری ملازمت کے لیے مساوی موقع
- چھوت چھات اور خطابات کا خاتمہ

حق آزادی

- اظہار خیال، مجلس، انجمن، تحریک، بودوباش اور پیشے کا
- سزا کے جرم سے متعلق بعض تحفظات کا
- زندگی اور شخصی آزادی کے تحفظ کا
- 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا
- گرفتاری اور نظر بندی سے متعلق بعض معاملات کے خلاف تحفظ کا

استحصال کے خلاف حق

- انسانوں کی تجارت اور جبری خدمت کی ممانعت کے لیے
- بچوں کو خطرناک کام پر مامور کرنے کی ممانعت کے لیے

مذہب کی آزادی کا حق

- آزادی ضمیر اور قبولِ مذہب اور اس کی پیروی اور تبلیغ
- مذہبی امور کے انتظام کی آزادی
- کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس ادا کرنے کی آزادی
- کلی طور سے مملکت کے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم یا مذہبی عبادت کی آزادی

ثقافتی اور تعلیمی حقوق

- اقلیتوں کی اپنی زبان، رسم خط یا ثقافت کے مفادات کا تحفظ
- اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے کے قیام اور ان کے انتظام کا حق

قانونی چارہ جوئی کا حق

- سپریم کورٹ یا کورٹ کی جانب سے ہدایات، احکام یا رٹ کے اجرا کو تبدیل کرانے کا حق

© NCERT not to be republished

ترتیب

پیش لفظ			iii
اس کتاب کے بارے میں			v
1. عورتوں کا درجہ	نظم	الطاف حسین حالؔی	1
2. کپڑوں کی دعوت	کہانی	ماخوذ	4
3. لوک گیت	مضمون	ادارہ	10
4. صبر کا پھل	نظم	مظفرؔ حنفی	17
5. ایم۔ایس۔سبا لکشمی	مضمون	ادارہ	21
6. گارو	مضمون	ادارہ	26
7. جگنو	نظم	سکندرعلی وجدؔ	32
8. وہ صبح کبھی تو آئے گی	آپ بیتی	سلمیٰ	36
9. بیربل کی حاضر جوابی	کہانی	ماخوذ	42
10. بڑھیا اور چڑیا کی کہانی	نظم	برکت علی فراقؔ	47
11. مرچ نامہ	انشائیہ	خواجہ حسن نظامی	51
12. جھوٹے کی کہانی	ایک روسی کہانی	ترجمہ: محمد مجیب	57
13. ایک لڑکی کا گیت	نظم	اخترؔ شیرانی	61
14. سید مشتاق علی	مضمون	ادارہ	65
15. گینڈا	مضمون	ادارہ	70

© NCERT not to be republished

16. پہلی جنگِ آزادی کا سپہ سالار	مضمون	ادارہ	**75**
17. چوں چوں بیگم	کہانی	شفیقہ فرحت	**81**
18. ابر بہار	نظم	تلوک چند محرومؔ	**85**
19. ابن سینا	مضمون	ادارہ	**89**
20. آؤ پیڑ لگائیں	ماحول	ادارہ	**94**

© NCERT not to be republished

4

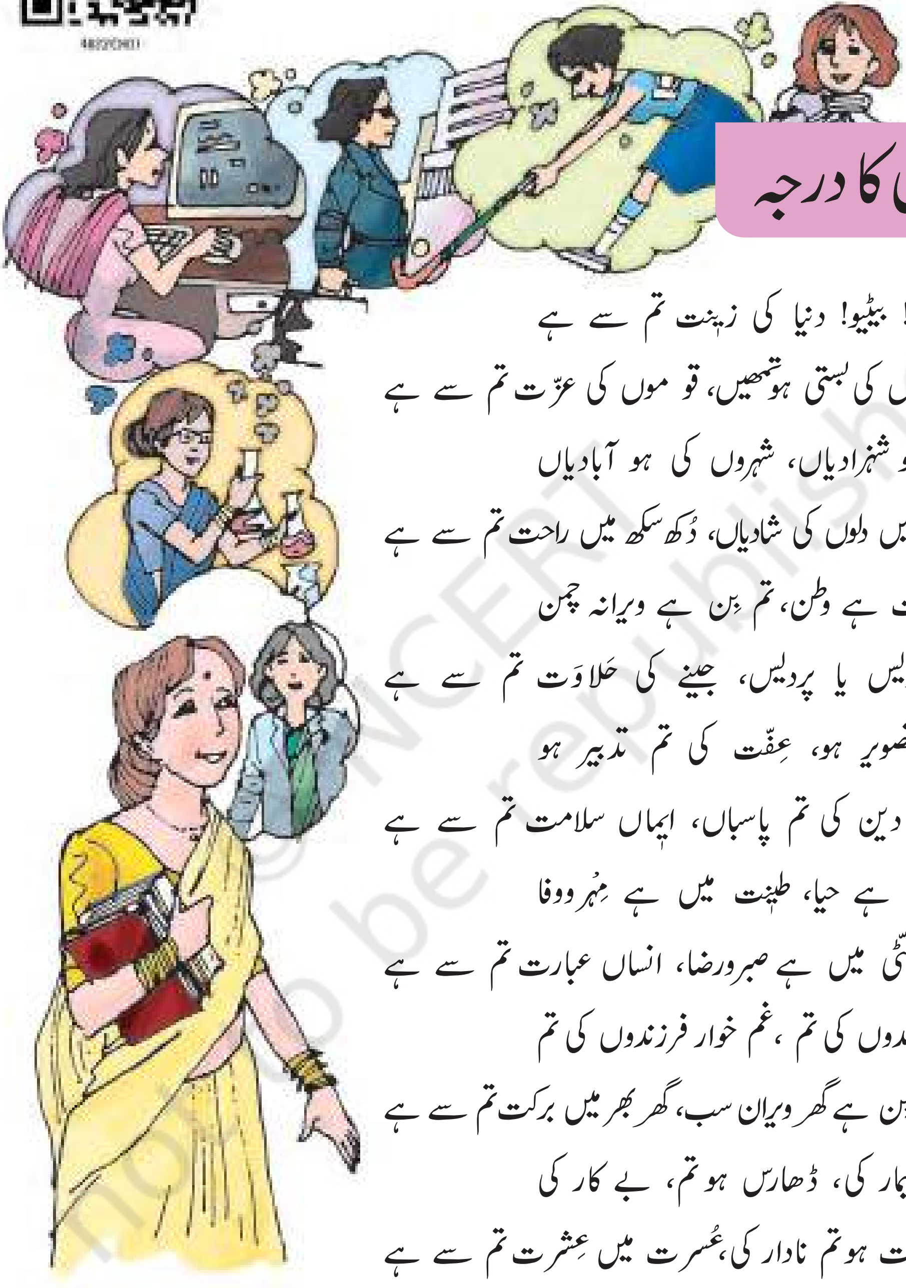

عورتوں کا درجہ

اے ماؤ! بہنو! بیٹیو! دنیا کی زینت تم سے ہے
ملکوں کی بستی ہو تمھیں، قوموں کی عزّت تم سے ہے

تم گھر کی ہو شہزادیاں، شہروں کی ہو آبادیاں
غمگیں دلوں کی شادیاں، دُکھ سکھ میں راحت تم سے ہے

تم ہو تو غربت ہے وطن، تم بِن ہے ویرانہ چمن
ہو دیس یا پردیس، جینے کی حَلاوت تم سے ہے

نیکی کی تم تصویر ہو، عِفّت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسباں، ایماں سلامت تم سے ہے

فطرت تمھاری ہے حیا، طینت میں ہے مِہر ووفا
گھٹّی میں ہے صبرورضا، انساں عبارت تم سے ہے

مونس ہو خاوندوں کی تم، غم خوار فرزندوں کی تم
تم بِن ہے گھر ویران سب، گھر بھر میں برکت تم سے ہے

تم آس ہو بیمار کی، ڈھارس ہو تم، بے کار کی
دولت ہو تم نادار کی، عُسرت میں عِشرت تم سے ہے

(الطاف حسین حالؔی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

شادی	:	خوشی
غُربت	:	وطن یا گھر سے دوری
حَلاوَت	:	مِٹھاس
عِفّت	:	پاکیزگی، پرہیزگاری
طِینت	:	سرشت، خصلت
مِہر ووفا	:	محبّت اور وفاداری
گھُٹّی میں ہونا	:	فطرت میں شامل ہونا
عِبارت	:	تعبیر، مثال، عبارت تحریر کو بھی کہتے ہیں
مونِس	:	محبّت کرنے والا
غم خوار	:	غم بانٹنے والا، ہمدرد
فرزند	:	بیٹا
نادار	:	مُفلس
عُسرت	:	تنگ دستی، غریبی
عِشرت	:	آرام، خوشحالی

© NCERT not to be republished

2 غور کیجیے:

ہمارے گھر اور سماج میں عورت کا وجود ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حاؔلی نے اس نظم میں عورت کی بہت سی خوبیاں بیان کی ہیں، لیکن عورتوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات بھی دُنیا میں بہت عام ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے اور عورتوں کی حالت کو بہتر کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

3 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

حلاوَت عِفّت طینت گھُٹّی غَم خوار عُسرت عِشرت

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) دنیا کی زینت کس کے دم سے ہے؟

(ii) شاعر نے عورت کی کون سی خوبیاں بیان کی ہیں؟

(iii) ''تم ہو تو غربت ہے وطن، تم بن ہے ویرانہ چمن'' اس مصرعے کا مطلب لکھیے۔

5 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے واحد لکھیے:

شہزادیاں آبادیاں شادیاں

6 عملی کام:

اس نظم کی روشنی میں عورت کے مرتبے پر پانچ جُملے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

کپڑوں کی دعوت

بہت زمانہ گزرا کسی گاؤں میں ایک غریب شخص رہتا تھا۔ اس کا نام ناصِر الدّین تھا۔ وہ بہت عقل منداور خوش مزاج تھا۔ وہ سادہ زندگی گزارتا تھا۔ اُسے دنیا کی کسی چیز کی پروا نہیں تھی۔

ایک شام ناصِر الدّین اپنے خچّر پر سوار گھر لوٹ رہا تھا۔ راستے میں اُسے اپنا ایک پڑوسی ملا۔ وہ خوبصورت لباس میں ملبوس جلدی جلدی کہیں جا رہا تھا۔ ناصرالدین نے اُس سے کہا۔ ''آداب میرے دوست! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑی محفل میں شرکت کے لیے جا رہے ہو۔''

پڑوسی نے جواب دیا۔ ''جی ہاں، بلال سوداگر کے یہاں دعوت میں جا رہا ہوں۔ آپ بھی تو اس میں مدعو ہیں۔ بھول گئے کیا؟''

’’اوہ! میں تو بالکل ہی بھول گیا تھا، خیر کوئی بات نہیں۔ میں اب اسی حالت میں دعوت میں جاتا ہوں۔‘‘ یہ کہہ کر ناصرالدین نے اپنے خچّر کا رُخ موڑا اور بلال سوداگر کے گھر کی طرف چل دیا۔ وہ خوشی خوشی بلال کے گھر میں داخل ہوا۔ وہاں اُس کے بہت سے دوست موجود تھے۔ ناصرالدین اُن سے باتیں کرنے لگا لیکن سارے دوست اُسے نظر انداز کر رہے تھے۔ میزبان نے بھی اس کی طرف کوئی توجّہ نہ کی۔ جب کھانا لگایا گیا تو میزبان نے سب کو عزّت سے کھانے کے لیے بٹھایا لیکن ناصرالدین کو نہ میزبان نے پوچھا اور نہ اُس کے دوستوں نے۔

ناصرالدین اُداس ہو کر ایک دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے گا۔ اس نے اپنی حالت پر نظر ڈالی۔ دوسروں کے مقابلے میں اُس کے کپڑے بہت معمولی تھے اور جوتوں پر دھول پڑی تھی۔ وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔

گھر آتے ہی اُس نے منہ ہاتھ دھویا۔ اپنا بہترین لباس نکال کر پہنا اور دوبارہ سوداگر کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا، ہر شخص کی نظر اس کے زرق برق لباس پر پڑنے لگی۔ بلال سوداگر بھی اُسے دیکھتا رہ گیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر ناصرالدین کا اِستقبال کیا۔ اُسے سب سے اچھی جگہ پر بٹھایا اور عمدہ کھانا پیش کیا۔ اب حال یہ تھا کہ ہر شخص ناصِرالدّین سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ناصِرالدّین نے قاب میں سے ایک بوٹی اُٹھائی اور اسے منہ میں رکھنے کی بجائے شیروانی کی جیب میں رکھ لیا۔ دوسرا لقمہ اس نے آستین میں ڈال لیا۔ اِس طرح اس نے اپنے کپڑوں کو کھانا کھلانا شروع کر دیا۔

بلال سوداگر نے ناصرالدین کی اس عجیب حرکت کو دیکھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ اس نے غصّے سے کہا۔’’ یہ کیا مذاق ہے؟ مجھے ایسی بدتمیزی بالکل پسند نہیں۔ تم کپڑوں کو کیوں کھلا رہے ہو؟‘‘

ناصرالدین نے بلال کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا۔’’ تم نے کھانے پر مجھے نہیں میرے کپڑوں کو بلایا تھا۔ میں جب معمولی کپڑے پہن کر آیا تو مجھ سے کسی نے بات بھی نہ کی لیکن اب یہ قیمتی کپڑے پہن کر آیا ہوں تو ہر شخص

خاطرمدارات کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوا کہ تم نے میری نہیں ان کپڑوں کی دعوت کی تھی۔ اب میں انھیں کھانا کھلا رہا ہوں تو تم ناراض کیوں ہو رہے ہو؟ میں تو پہلے بھی وہی تھا جو اب ہوں، پھر تم نے اُس وقت میری طرف کیوں نہیں دیکھا؟'' ناصرالدین کی کھری کھری باتیں سن کر میزبان سمیت ساری محفل شرمندہ ہوگئی اور سب نے اس سے معافی مانگی۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

مدعو	:	جس کو دعوت دی گئی
میزبان	:	مہمان بلانے والا یا بنانے والا، جو کسی کو اپنا مہمان بنائے
نظر انداز کرنا	:	اَن دیکھی کرنا
زرق برق	:	چمکیلا
خاطر مدارات	:	آؤ بھگت، مہمان نوازی
کھری کھری باتیں	:	صاف صاف باتیں، سچی باتیں جو عام طور پر کڑوی ہوتی ہیں

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

خاطِر عقل مَند اِستِقبال مُعاف تَفرِیح شَخص

3 غور کرنے کی بات:

(i) صاف ستھرا اور اچھا لباس پہننے کی عادت قابلِ ستائش ہے لیکن اصل اہمیت لباس کی نہیں بلکہ شخصیت کی ہوتی ہے۔ اس لیے صرف لباس کی بنیاد پر کسی سے اچھا یا بُرا سلوک کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔

(ii) اس سبق میں بعض الفاظ مفرد معلوم ہوتے ہیں لیکن اصل میں وہ مرکب الفاظ ہیں جیسے سوداگر، بیوقوف۔

© NCERT not to be republished

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) ناصِر الدین کیسی زندگی گزار رہا تھا؟

(ii) دعوت میں پہلی بار ناصِر الدین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

(iii) دعوت میں دوسری بار ناصِر الدین کیسے لباس میں پہنچا؟

(iv) بلال سوداگر کو ناصِر الدین پر غصّہ کیوں آیا؟

(v) ناصِر الدین نے کپڑوں کو کھانا کھلانے کی کیا وجہ بتائی؟

5 خالی جگہوں میں صحیح لفظ لکھیے:

نظرانداز شرمندہ استقبال معمولی

(i) اس نے آگے بڑھ کر اس کا............کیا۔

(ii) سارے دوست ناصرالدین کو................کر رہے تھے۔

(iii) میں جب.............کپڑوں میں آیا تو کسی نے مجھ سے بات بھی نہ کی۔

(iv) ساری محفل................ہوگئی۔

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دعوت میزبان محفل عمدہ استقبال

7 اس سبق میں ایک لفظ 'خوش مزاج' آیا ہے جو دو لفظوں خوش + مزاج سے مل کر بنا ہے۔

© NCERT not to be republished

ایسے لفظ کو مرکب لفظ کہتے ہیں۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں میں سے مرکب الفاظ کی نشاندہی کیجیے:

عقل مند   بدمزاج   شخص   ہم جماعت   تفریح   خوش آمدید   شیروانی
ہم وطن   آفت   غیر حاضر

8 عملی کام:

(i) کسی ایسی دعوت کا حال دس جملوں میں بیان کیجیے جس میں آپ نے شرکت کی ہو۔
(ii) اس سبق کا کوئی دوسرا عنوان تجویز کیجیے۔

© NCERT not to be republished

لوک گیت

لوک گیت ان گیتوں کو کہتے ہیں جو عوام میں بہت مقبول ہوتے ہیں اور جنھیں اکثر عوام ہی گاتے ہیں۔ یہ گیت چھپی ہوئی کتابوں میں کم ملتے ہیں۔ بہت سے لوک گیت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کے خالق کون ہیں۔ لوک گیت زیادہ تر لوگوں کی زبان پر ہوتے ہیں اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتے رہتے ہیں۔ لوک گیت عوامی جذبات، اُمنگوں اور تجربوں پر مبنی ہوتے ہیں اسی لیے وہ کسی گروہ یا قوم کی آواز ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان گیتوں میں عوامی زندگی کی منظرکشی اس طرح ہوتی ہے کہ ہماری نظروں کے سامنے ان کی تصویر کھنچ جاتی ہے۔

لوک گیت ایسے سُریلے اور رسیلے ہوتے ہیں کہ پورے بول سمجھ میں نہ آئیں تب بھی سننے کو جی چاہتا ہے۔

© NCERT not to be republished

ملی جلی انجانی کوششوں سے پیدا ہونے والے اِن گیتوں میں ہر شخص کے لیے اپنائیت اور پیار ہوتا ہے، اسی لیے یہ گیت آسانی سے یاد ہوجاتے ہیں۔ ان کی زبان اور خیال دونوں سادہ ہوتے ہیں۔ انھیں گانے بجانے اور ان سے لطف لینے کے لیے کسی باقاعدہ علم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے موضوعات میں عام زندگی کی جھلکیوں کی جگہ کھیت، کھلیان، بیل، گائے، ندی نالے، پنگھٹ، کنویں، تالاب، میلوں ٹھیلوں اور پیدائش سے لے کر موت تک ہر قسم کا ذکر ملتا ہے۔ انھیں گانے کے لیے بہت سے سازوں کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، بس ایک سارنگی یا بانسری، ایکتارہ، گھڑا، ڈھول یا ایک ڈھولک ہی کافی ہے۔ یہ کسی بھی ساز پر گائے جاسکتے ہیں اور بغیر ساز کے بھی گائے جاسکتے ہیں۔ ٹھُمری، دادرا، کجری یہ سب لوک گیت کے اپنے انداز ہیں۔ بارہ ماسہ بھی اس کی مشہور شکل ہے۔

جہاں لوک گیت ہیں وہاں زندگی سے پیار ہے۔ جاڑوں کی رُت میں اَلاؤ کے آس پاس بیٹھے ہوئے بچپن کے ساتھی کسی جانے پہچانے گیت میں سوئے ہوئے سپنے جگاتے ہیں۔ چاندنی راتوں میں بچپن کی سکھیاں، چوڑیوں کی کھنک اور پائلوں کی جھنکار سے اِن گیتوں میں چار چاند لگاتی ہیں۔ جب فصلیں پکتی ہیں اور اناج کی سنہری بالیاں دِلوں میں امنگیں جگاتی ہیں تب لوگ خوشی سے جھوم جھوم کر ناچتے اور گاتے ہیں۔

جب کسی لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو اس کی سہیلیاں اور دوسری عزیز رشتے دار عورتیں ''کاہے کو بیاہی بدیس'' یا ''بابل مورا نیہر چھوٹو ہی جائے'' جیسے درد بھرے گیت گاتی ہیں۔ اسی طرح جب ساون آتا ہے اور کسی نو بیاہتا لڑکی کو سسرال میں اپنے ماں، باپ، بھائی اور ہم جولیوں کی یاد ستاتی ہے تو وہ بڑے درد بھرے انداز میں گنگناتی ہے ''امّاں میرے باوا کو بھیجو جی کہ ساون آیا۔'' اسی طرح لڑکوں کی شادی میں بھی گانے گائے جاتے ہیں۔

لوک گیتوں میں دیہات اور قصبات کی سماجی زندگی کے سارے رنگ صاف نظر آتے ہیں۔ اگر شادی کا گھر ہو تو گھر کی سجاوٹ، دولہا، دلہن، مہمانوں کی سج دھج، باراتیوں کے ناز نخرے، سمدھنوں پر کی جانے والی چوٹیں اور پھبتیاں، ساس نندوں کی تکرار، دیور بھابھی کی چھیڑ چھاڑ، رت جگے، سہرے، منّتیں، رخصتی، جھومر، ٹیکہ، مہندی، اُبٹن، لال بنّے اور ہریالی بنّی کا سارا لباس اور تمام زیورات ان میں موجود ہیں۔ برسات کا بیان ہو تو بجلی، کوئل، مور، کوّا، پپیہا، ندی نالے، تال تلیّا، باغ بغیچے اور جھولے وغیرہ سب شامل ہیں اور جانداروں کا ذکر ہو تو گائے، بھینس، مرغی، گھوڑا، گدھا، کتّا، بلّی، مکّھی، غرض کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جو لوک گیتوں میں نہ آیا ہو۔

لوک گیت یوں تو ہر زبان میں ہوتے ہیں لیکن شمالی ہندوستان کی برج بھاشا، اودھی اور بھوجپوری میں جو گیت گائے جاتے ہیں، عوام میں ان کی مقبولیت بہت ہے۔ ان میں زبان نہ جاننے والوں کے لیے بھی غیر معمولی کشش ہوتی ہے۔ کشمیری، ہریانوی، پنجابی، بنگالی، مالوی اور راجستھانی لوک گیتوں کا بڑا پیارا انداز ہے۔ خاص طور پر راجستھانی لوک گیت تو اپنے رقص اور موسیقی کی وجہ سے زیادہ مقبول ہیں۔ کون ہوگا جس نے راجستھان کا یہ مشہور لوک گیت ''پلّو لٹکے گوری کو پلّو لٹکے'' نہ سنا ہو۔ ٹیلی ویژن اور فلموں نے بھی لوک گیتوں کو بڑا رواج دیا ہے۔ ان لوک گیتوں میں ہماری تہذیب رچی بسی ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

عوام	:	(عام کی جمع) عام لوگ
مبنی	:	منحصر، کی بنیاد پر
اوقات	:	وقت کی جمع
خالق	:	پیدا کرنے والا، مراد لکھنے والا
منظر کشی	:	منظر کھینچنا، لفظوں میں منظر کی تصویر کھینچنا
پنگھٹ	:	وہ کنواں یا باولی جہاں سے پانی بھرا جاتا ہے
سارنگی	:	ایک طرح کا ساز جس میں کئی تار ہوتے ہیں
اکیتارہ (اِکتارہ)	:	ایک ساز جس میں ایک ہی تار ہوتا ہے
ٹھمری	:	گیت کی ایک قسم جس میں ایک بول طرح طرح سے ادا کیا جاتا ہے
دادرا	:	گیت کی ایک قسم جس میں مختلف گیتوں کے بول یا اشعار جوڑ دیے جاتے ہیں
کجری	:	برسات میں گائے جانے والے گیت کی ایک قسم
بارہ ماسہ	:	شاعری کی ایک قسم، ایسی نظم جس میں سال کے بارہ مہینوں اور مختلف موسموں کا ذکر کیا جائے
رُت	:	موسم
چار چاند لگانا	:	خوب صورتی بڑھانا

© NCERT not to be republished

رَت جگے : رات کو جاگنا، شادی بیاہ یا خوشی کی کسی تقریب میں رات بھر جاگنا اور خوشی منانا
مقبولیت : قبول کیا ہوا، پسندیدگی

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

مَقبُول نَسل باقاعِدہ قِسم دَرد موسیقی
مُطابِق وَضع قَطع

3 غور کیجیے:

لوک گیت ہماری سماجی اور تہذیبی زندگی کا حصّہ ہیں۔ ہمیں اپنے لوک گیتوں کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ ہمارے لوک گیتوں کو جمع کرنے کا کام سب سے زیادہ محنت اور توجہ کے ساتھ دیوندر ستیارتھی نے انجام دیا۔

گاندھی جی کی تحریک پر انھوں نے اس کا بیڑا اٹھایا تھا۔ زندگی کا بہت بڑا حصّہ انھوں نے لوک گیتوں کی تلاش میں گزارا۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں گھومتے پھرتے ایک عام اندازے کے مطابق انھوں نے اپنی زندگی میں تقریباً تین لاکھ لوک گیت جمع کیے تھے۔ اُن کی محنت کا بہت کم حصّہ چھپ کر سامنے آیا ہے۔

دیوندر ستیارتھی اردو کے مشہور افسانہ نگار تھے۔ ان کی پیدائش 28 مئی 1908ء کو پنجاب کے ضلع سنگرور میں ہوئی تھی اور ان کا انتقال 12 فروری 2003ء کو ہوا۔

ان کی بہت سی کتابیں ہندی، انگریزی اور پنجابی میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ وہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی وضع قطع سادھوؤں جیسی تھی۔ لمبے بال، بے ترتیبی سے پھیلی ہوئی داڑھی اور لمبا کوٹ اُن کی پہچان تھی۔

© NCERT not to be republished

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) لوک گیت کسے کہتے ہیں؟

(ii) لوک گیتوں کے موضوعات کیا ہوتے ہیں؟

(iii) لوک گیتوں میں دیہات اور قصبات کی سماجی زندگی سے تعلق رکھنے والی کن باتوں کو پیش کیا جاتا ہے؟

(iv) عوام میں کہاں کہاں کے لوک گیت زیادہ مقبول ہیں؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

اَلاؤ پیار کھنک گیت بچپن جگاتے

لوک گیت جھنکار سکھیاں

جہاں..........ہیں وہاں زندگی سے .... ہے۔ جاڑوں کی رُت میں .... کے آس پاس بیٹھے ہوئے .... کے ساتھی کسی جانے پہچانے .... میں سوئے ہوئے سپنے .... ہیں۔ چاندنی راتوں میں بچپن کی ....، چوڑیوں کی ....اور پائلوں کی .... سے اِن گیتوں میں چار چاند لگاتی ہیں۔

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

منظرکشی کوشش چار چاند لگانا خوشی سے جھومنا سجاوٹ

7 اس سبق میں 'جذبات'، 'قصبات' لفظ آئے ہیں یہ جذبہ اور قصبہ کی جمع ہیں۔ آپ نیچے لکھے الفاظ کے واحد بنائیے:

خیالات خطرات سوالات جوابات مقامات عمارات

© NCERT not to be republished

8 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے جوڑ ملائیے:

ب	الف
بغیچہ	تال
چھاڑ	رَت
دھج	باغ
جگے	ناز
تلیّا	چھیڑ
نخرے	سج

9 عملی کام:

آپ کے گھر میں یا پڑوس میں کسی کی شادی ہو تو شادی میں گائے جانے والے گیتوں کو ریکارڈ کیجیے اور انھیں یاد کیجیے۔

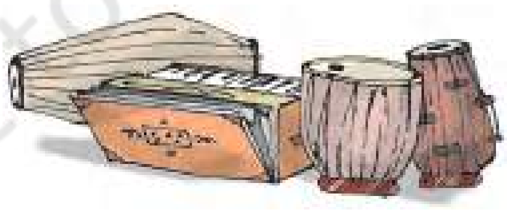

© NCERT not to be republished

صبر کا پھل

امرودوں پر لدے پڑے ہیں
گدرائے پھل ہفتے بھر سے
جب موقع دعوت دیتا ہو
بندہ کیوں کھانے سے ترسے
کیا کہتے ہو بھائی جان!

املی کی نیچی ڈالی پر
جھول رہے ہیں پانچ کتارے
خربوزوں کی میٹھی خوشبو
چیخ رہی ہے آ رے آ رے
کیا کہتے ہو بھائی جان!

اپنا رستہ دیکھ رہے ہیں
آٹھ شریفے آنکھیں پھاڑے
اس چھوٹے تالاب کے اندر
کُوکا بیلی اور سِنگھاڑے
کیا کہتے ہو بھائی جان!

ہم بھی ہاتھ بڑھا سکتے ہیں
آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے
قَول مگر سچّا ہے یہ بھی
صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے
کیا کہتے ہو بھائی جان!

(مظفؔر حنفی)

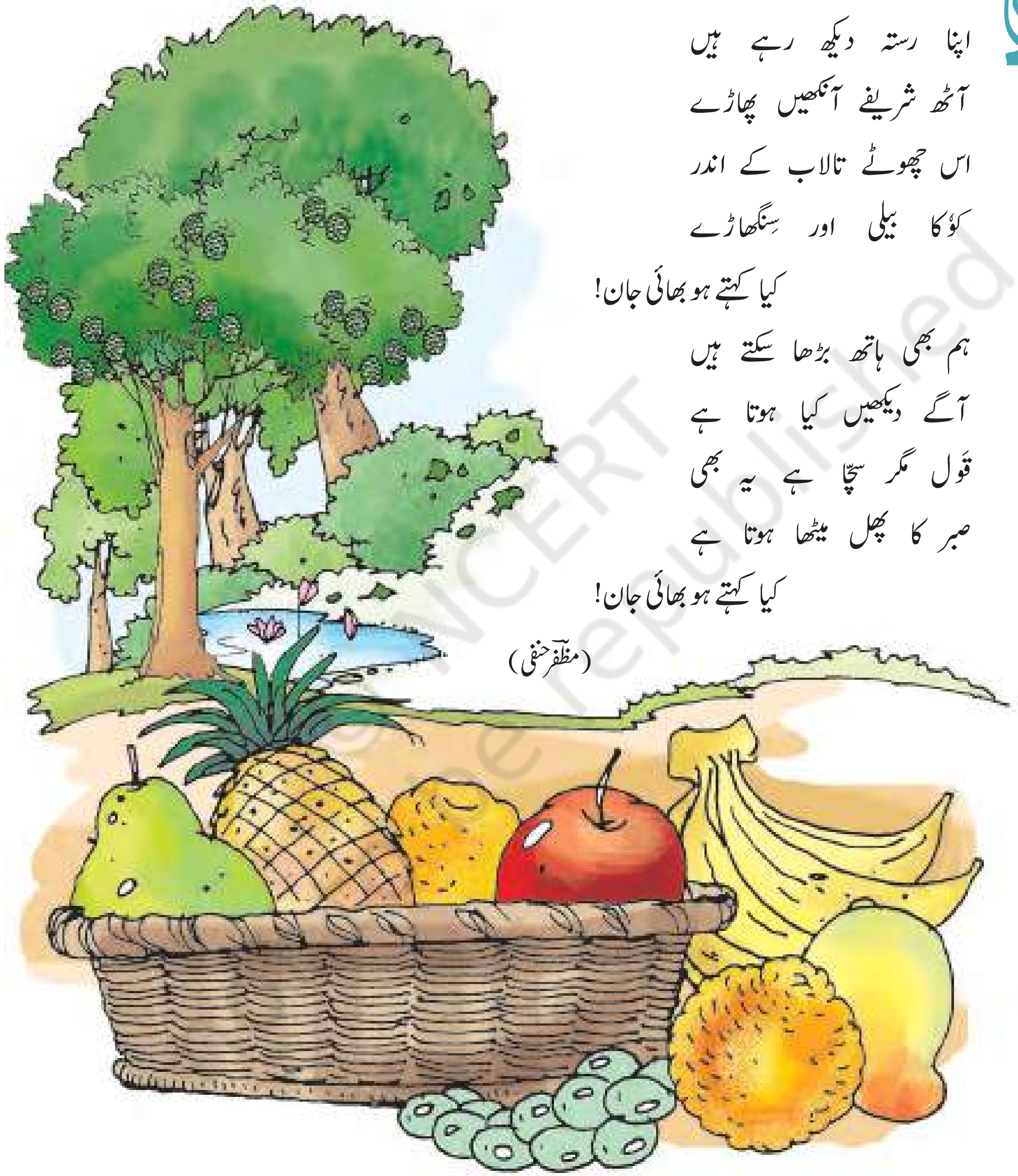

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

لدے پڑے ہیں	:	بھرے پڑے ہیں
گدرانا	:	اَدھ پکّا یا پکنے کے قریب
کَتارے	:	لمبی یا بڑی کچّی املی
قَول	:	کسی کی کہی ہوئی بات
کُوکا بیلی	:	گُلِ نیلوفر، کنول

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

کَتارے خوشبُو کُوکا بیلی

3 غور کیجیے:

(i) اس نظم کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بچوں کی ایک خواہش کو بہت آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

(ii) باغ میں پھل دیکھ کر اُسے کھانے کی خواہش ہونا فطری بات ہے لیکن باغ اگر کسی اور کا ہے تو ہمیں اس باغ کے پھل توڑنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) نظم میں کن پھلوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

© NCERT not to be republished

(ii) چھوٹے تالاب کے اندر کیا ہے؟

(iii) اس شعر کا مطلب لکھیے۔

قول مگر سچا ہے یہ بھی
صبُر کا پھل میٹھا ہوتا ہے

5 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

خوشبو   سچّا   صبر   موقع

6 ’امرود‘، ’املی‘ اور ’شریفہ‘ پھلوں کے نام ہیں۔ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو اسم کہتے ہیں جیسے نجمہ، دلّی، کتاب۔ پانچ ایسے جملے لکھیے جن میں کسی اسم کا استعمال کیا گیا ہو۔

7 نیچے دیے ہوئے مصرعوں کو ترتیب سے لکھیے:

چیخ رہی ہے آ رے آ رے
جھوُل رہے ہیں پانچ کتارے
املی کی نیچی ڈالی پر
خربوزوں کی میٹھی خوشبو

8 عملی کام:

(i) نظم کو زبانی یاد کیجیے اور بلند آواز سے پڑھیے۔

(ii) نظم میں جن پھلوں کا ذکر آیا ہے ان کے بارے میں ایک ایک جملہ لکھیے۔

© NCERT not to be republished

ایم۔ ایس۔ سُبّا لکشمی

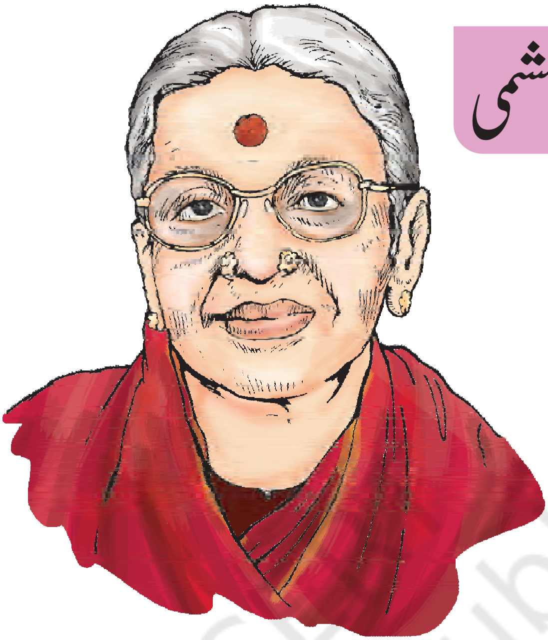

ہمارے ملک کی کلاسیکی موسیقی کا چرچا دنیا بھر میں ہے۔ اس سرزمین سے ہر زمانے میں بہت نامی گرامی موسیقار اٹھے ہیں۔ آپ نے بھی بہت سے باکمال گانے والوں اور ساز بجانے والوں کے نام سنے ہوں گے، مثلاً میاں تان سین اور بیجو باورا تو خیر پرانے وقتوں کے فن کار تھے، ہمارے اپنے دور میں بھی گانے والوں میں استاد بڑے غلام علی خاں، استاد امیر خاں، پنڈت بھیم سین جوشی، پنڈت کمار گندھروا اور پنڈت جسراج اور ساز بجانے والوں میں ستار نواز پنڈت روی شنکر، شہنائی نواز استاد بسم اللہ خاں، سرود نواز امجد علی خاں، بانسری نواز پنڈت ہری پرساد چورسیا نے عالم گیر شہرت حاصل کی۔ اس دَور میں جن گلوکار خواتین کو غیر معمولی شہرت ملی ان میں رسولن بائی، سِدھیشوری دیوی، بیگم اختر، کشوری امونکر اور ایم۔ ایس سبالکشمی کے نام بہت نمایاں ہیں۔

ایم۔ ایس۔ سبالکشمی کرناٹک سنگیت کی نمائندہ گلوکارہ تھیں۔ ان کا جنم 16 ستمبر 1916ء کو ہوا تھا۔ انھوں نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جو کلاسیکی سنگیت کا دلدادہ تھا۔ ان کی والدہ وینا بجانے میں اور دادی وائلن بجانے میں کمال رکھتی تھیں۔ دو بھائی تھے، وہ بھی موسیقی کے ماہر تھے۔ سبّا لکشمی نے سنگیت کی ابتدائی تربیت اپنی ماں سے

© NCERT not to be republished

حاصل کی۔ اس کے بعد انھوں نے اُس زمانے کے مشہور گلوکار سری نواس آینگر کی شاگردی اختیار کر لی۔

جب وہ صرف پندرہ برس کی تھیں، انھیں شادی کی کسی تقریب میں گانے کے لیے بلایا گیا۔ وہ دو گھنٹے تک گاتی رہیں۔ ان کی آواز میں اتنا سوز اور ایسی مٹھاس تھی کہ لوگ سب کچھ بھلا کر صرف ان کی آواز کے جادو میں کھوئے رہے۔

سبّالکشمی کی آواز اور گائکی میں فطری حسن تھا۔ جب ان کے وطن مدُورئی میں اُن کی شہرت پھیلی تو ان کی والدہ نے انھیں مدراس لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ دُور دراز کے لوگ بھی ان کی صلاحیت سے آگاہ ہو سکیں۔ اس زمانے میں اسٹیج پر عورتوں کے گانے کا رواج نہیں تھا۔ لوگ اسے معیوب سمجھتے تھے۔ سبّالکشمی نے اس روایت کو توڑنے کا ارادہ کر لیا اور اسٹیج پر اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کی ٹھان لی۔ سننے والے مسحور ہو گئے۔ بہت جلد سبّالکشمی نے اپنی صلاحیت کا لوہا منوا لیا اور ان کے ہنر کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی۔ ان کی شخصیت میں غیر معمولی متانت اور پاکیزگی تھی۔ لوگ ان کی آواز سے محبّت کرتے تھے اور انھیں احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

سبّالکشمی نے چار فلموں میں اداکاری کے جوہر بھی دکھائے۔ ان کی پہلی فلم 'سیوا سدانم' 1938ء میں آئی۔ ان کی دوسری فلمیں 'شکنتلائی'، 'ساوتری' اور 'میرا' ہیں۔ پھر انھوں نے اداکاری چھوڑ دی اور اپنے آپ کو موسیقی کے لیے وقف کر دیا۔

سبّالکشمی کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز بھارت رتن پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ انھیں پدم بھوشن، رمن میگسیسی ایوارڈ اور سنگیت کلاندھی ایوارڈ بھی دیے گئے۔ انھیں اقوام متحدہ کے ایک جشن میں گانے کے لیے خاص طور پر مدعو کیا گیا۔

1944ء میں سبالکشمی کی ملاقات گاندھی جی سے ہوئی۔ انھوں نے گاندھی جی کے لیے کئی بھجن گائے اور کئی فلاحی کاموں میں حصہ لیا۔ پنڈت جواہر لعل نہرو بھی سبالکشمی کے قدردان تھے۔

2003ء میں اس بے مثال گلوکارہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

سوز	:	درد کی کیفیت
جادو میں کھونا	:	جادو کا اثر ہونا، کھو جانا، محو ہو جانا
فِطری حُسن	:	قدرتی خوبصورتی
معیوب	:	عیب دار، بُرا
مسحوُر	:	جس پر جادو کی کیفیت طاری ہو
لوہا ماننا	:	صلاحیت کا قائل ہونا
متانت	:	سنجیدگی
اِحترام	:	عزّت
جوہر	:	خوبی، ہنر، کمال
اَقوامِ متحدہ	:	یو این او (United Nations Organisation:UNO)
فلاحی کام	:	بھلائی اور بہتری کے کام
گلوکارہ	:	گانے والی

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

موسیقار دِلدادہ صِرف مَعیوُب مَسحوُر وَقف مُتّحِدَہ جَشن

© NCERT not to be republished

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) سبّالکشمی کا جنم کب ہوا تھا؟
(ii) سبّالکشمی نے کون سی نئی روایت قائم کی؟
(iii) سبّالکشمی نے کن فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھائے؟
(iv) سبّالکشمی کو کون کون سے اعزازات پیش کیے گئے؟
(v) سبّالکشمی کے زمانے کی دوسری اہم گانے والی خواتین کے نام لکھیے۔

4 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

فن کار گانے والوں موسیقار دنیا کلاسیکی ساز بجانے والوں

ہمارے ملک کی ....موسیقی کا چرچا............بھر میں ہے۔اس سرزمین سے ہر زمانے میں بہت نامی گرامی ....اُٹھے ہیں۔آپ نے بھی بہت سے باکمال ....اور ....کے نام سنے ہوں گے۔مثلاً میاں تان سین اور بیجو باورا تو خیر پرانے وقتوں کے ....تھے۔

5 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

فن کار شہرت حُسن متانت فلاحی کام

6 ذیل کے الفاظ آپ کے سبق میں آئے ہیں۔

ٹھان لی وقف کر دیا

اِن سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ایسے الفاظ جن سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو انھیں فعل کہتے ہیں۔آپ اس سبق سے فعل کی پانچ مثالیں ڈھونڈ کر لکھیے۔

© NCERT not to be republished

7 اس سبق میں ایک فقرہ ہے ''اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا''۔لوہا منوانا محاورہ ہے۔اس کا مطلب ہے اپنی بڑائی یا طاقت کو منوا لینا۔ نیچے لکھے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

چار چاند لگنا | موتی لٹانا | نو دو گیارہ ہونا | لوہے کے چنے چبانا

8 جوڑ ملایئے:

ستار نواز	پنڈت ہری پرساد چورسیا
شہنائی نواز	پنڈت کمار گندھرو
بانسری نواز	استاد بسم اللہ خاں
گلوکار	استاد امجد علی خاں
سرود نواز	پنڈت روی شنکر

9 عملی کام:

(i) سبق میں کچھ محاورے آئے ہیں انھیں تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔

(ii) اپنی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ لکھیے جب آپ نے کسی مشکل کا سامنا کیا ہو اور اپنی حوصلہ مندی اور محنت کی مدد سے کامیاب ہوئے ہوں۔

© NCERT not to be republished

گارو

گارو میگھالیہ صوبے کی ایک اہم قبائلی ذات ہے۔ گارو لوگ مزاج سے امن پسند، محنتی اور قدرت سے پیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی گارو معاشرے کی دو اہم شخصیات ہیں جا پا جَلِن پا' اور 'سُک پا بُنگی پا'۔ گارو معاشرہ ان دو عظیم شخصیتوں کو بڑی عقیدت سے یاد کرتا ہے۔

گارو لوگ میگھالیہ میں کیسے بس گئے اس کے بارے میں ایک کہانی مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہزاروں سال پہلے گارو قبیلے کے بزرگ چین اور تِبّت کی وادیوں میں اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے تھے۔ جہاں کھانے پینے کی چیزیں مل جاتیں، وہیں ٹھہر جاتے تھے۔ جب کھانے کی قِلّت ہوتی تو نئی جگہ کی تلاش میں نکل پڑتے تھے۔ یہ خانہ بدوشی والی کیفیت کب تک رہی، اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

کھانے کی تلاش میں بھٹکنے کے علاوہ گارو قبیلے کو خراب موسم اور جنگلی جانوروں سے بھی مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔اس کی وجہ سے گارو لوگ بہت پریشان رہتے تھے۔

انھیں دنوں گارو معاشرے میں 'جا پا جَلِنِ پا' اور 'سک پا بُنگی پا' کا جنم ہوا تھا۔ ان دونوں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کی تکلیفوں کو دیکھا اور سمجھا۔ انھوں نے قبیلے کے لوگوں کو اس حالت سے نکال کر کہیں اچھی جگہ پر لے جانے

© NCERT not to be republished

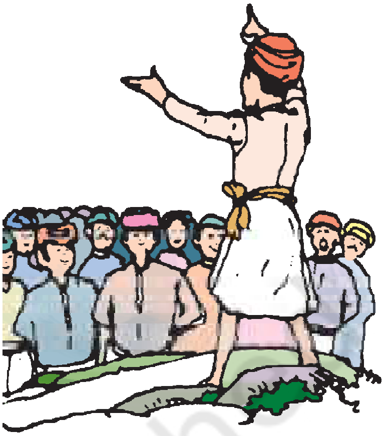

کا فیصلہ کیا۔ دونوں نے قبیلے کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ وہ انھیں ایک خوبصورت مقام پر لے جائیں گے۔ قبیلے کے لوگ اُن کی بڑی عزّت کرتے تھے۔ انھوں نے ان کی بات مان لی۔ کہا جاتا ہے کہ جلن پا اور بُنگی پا اتنے نڈر اور با اثر تھے کہ جنگلوں کے خونخوار جانور بھی ان کی آہٹ سن کر بھاگنے لگتے تھے۔ وہ خطرناک طوفانوں میں بھی صحیح راستہ اور سَمت معلوم کرلیتے تھے۔ رات میں بھی انھیں اپنے ساتھیوں کی رہنمائی کرنے میں کبھی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی بنا پر وہ پیش آنے والے خطرات کا اندازہ کرلیتے تھے اور اپنے قبیلے کو مصیبتوں سے بچا لیتے تھے۔

اس طرح سارے گارو ایک ساتھ مل کر ہمالیہ کی ترائی کو پار کرتے ہوئے برہم پُتر ندی کی وادی کی جانب بڑھے۔ وہ اپنے سامان، گھوڑے، جانور وغیرہ اپنے ساتھ لے کر چل رہے تھے۔ کبھی کبھی مہینوں چلتے رہتے اور کہیں کہیں برسوں ٹھہرے رہ جاتے۔ مدتوں وہ اسی طرح سفر کرتے رہے اور ہمالیہ کی وادیوں میں گھومتے رہے۔ جلن پا اور بُنگی پا نے اپنے ساتھیوں کو ہمیشہ آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔

برسوں کے تکلیف دہ سفر کے بعد گارو قبیلہ آسام کے میدانی جنگلوں میں آپہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا پہلا پڑاؤ کوچ وہار کے جنگل میں پڑا۔ اُس زمانے میں کوچ وہار پر آسام کے راجا کا قبضہ تھا۔ اُس نے گارو قبیلے کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ گارو قبیلہ پہلے سے ہی امن پسند تھا۔ اس نے لڑائی کا راستہ نہیں اپنایا۔ جلن پا اور بنگی پا نے آسام کے راجا سے بات چیت کرکے انھیں سمجھایا اور راجا انھیں راستہ دینے کے لیے راضی ہوگیا۔ اس کی شادی ایک گارو لڑکی سے کروادی گئی اور اس طرح ماحول خوشگوار ہوگیا۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ یہ واقعہ پہلی صدی قبل مسیح کا ہے۔ آج کوچ وہار کا علاقہ مغربی بنگال میں شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گارو قبیلے کے کچھ لوگ کوچ وہار میں بس گئے تھے۔ آج بھی کوچ وہار اور آس پاس کے علاقے میں گارو قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔

© NCERT not to be republished

اب جلن پا اور بنگی پا نے اپنے قبیلے کو گارو پہاڑی کی وادیوں میں چلنے کی صلاح دی۔ یہ وادی بے حد خوبصورت تھی۔ یہاں کے پہاڑی جھرنے، جنگلی پھول، پھل، جڑی بوٹیاں، جانور اور پرندے ماحول کو بے حد خوبصورت بنا رہے تھے۔ زمین بھی زرخیز تھی، اس لیے انھوں نے وہیں بسنے کا فیصلہ کیا۔

آج یہ علاقہ گارو قبیلے کی اصل رہائش کا علاقہ بن گیا ہے۔ گارو قبیلہ اسے مُقدّس زمین مانتا ہے۔ گارو شروع سے ہی قدرت کے مختلف وسائل کی تلاش کو ہی اپنا شوق مانتے ہیں۔ جنگلوں میں گھومنا، پھل پھولوں، اناج، جڑی بوٹیوں کی تلاش کرنا، کھیتی کے لیے زرخیز زمین کی پہچان کرنا انھیں شروع سے ہی پسند رہا ہے۔ آج بھی گارو قبیلے کے لوگ اپنے روایتی ہنر کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ گارو قبیلہ اور گارو تہذیب ہندوستان کی شان ہے۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

معاشرہ	:	سماج
خانہ بدوش	:	ایسے قبیلے جو کوئی مستقل گھر نہیں بناتے، بنجارے
خونخوار	:	لہو پینے والے، درندے
زرخیز	:	اُپجاؤ، زیادہ فصل دینے والی مٹی
قبلِ مسیح	:	حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے (ق م) (B.C.)
وادی	:	دو پہاڑوں یا پہاڑیوں کے بیچ کا حِصّہ، گھاٹی
وسائل	:	وسیلہ کی جمع، ذرائع
روایت	:	چلن، رسم
عقیدت	:	ایسی محبّت جس میں عزّت کا جذبہ بھی شامل ہو

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

مُعاشرہ　　خونُخوار　　قبلِ مسیح　　بَرہم پُتر　　رہائش　　تَرغیب　　مُقدّس

3 غور کیجیے:

اس سبق میں ہندوستان کے ایک قبیلے کا بیان ہے۔ عام طور سے قبائلی الگ تھلگ زندگی گزارنے کے عادی ہوتے ہیں اور اپنے قبیلے کے علاوہ دوسروں سے ملنا جلنا کم پسند کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) گارو قبیلے کے لوگ ایک مقام پر کیوں بسنا چاہتے تھے؟
(ii) آسام کے راجا نے گارو قبیلے کو آگے بڑھنے سے کیوں روک دیا تھا؟
(iii) جاپا جلِن پا اور سُک پابنگی پا کے نام عقیدت سے کیوں لیے جاتے ہیں؟
(iv) گارو پہاڑی کس صوبے میں واقع ہے؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

(i) قبیلے کے لوگ ان کی بڑی.................................... کرتے تھے۔ (عزت/نفرت)
(ii) جلن پا اور بنگی پا نے اپنے ساتھیوں کو ہمیشہ .... بڑھنے کی ترغیب دی۔ (آگے/سامنے)
(iii) گارو تہذیب ہندوستان کی .... ہے۔ (شان/آن)
(iv) گارو قبیلہ اسے مُقدّس .... مانتا ہے۔ (زمین/جگہ)

6
اس سبق میں دو لفظ 'با اثر' اور 'غیر معمولی' آئے ہیں۔ ان میں لفظ 'اثر' سے پہلے 'با' اور لفظ 'معمولی' سے پہلے 'غیر' لگا کر نئے الفاظ بنائے گئے ہیں۔ کسی لفظ کے شروع میں اگر کوئی اضافہ کیا جائے تو اسے سابقہ کہتے ہیں۔ آپ اسی طرح کے پانچ الفاظ لکھیے۔

7 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

اَمن پسند   خوش گوار   خوب صورت   غیر معمولی   رہنمائی

© NCERT not to be republished

8 عملی کام:

(i) اپنے صوبے یا کسی اور صوبے کی کسی قبائلی ذات کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

(ii) گارو قبیلے کے لوگوں نے لمبا سفر طے کیا تھا۔ اگر آپ نے کوئی سفر کیا ہو تو اس کا حال بیان کیجیے۔

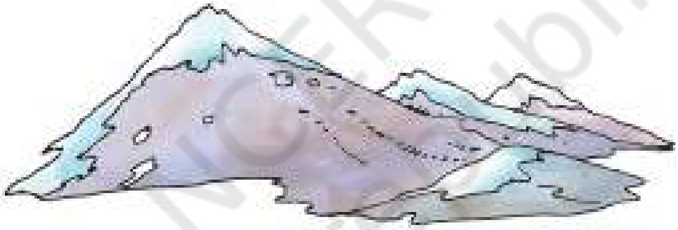

© NCERT not to be republished

جگنو

برسات کی رات تھی اندھیری
کچھ نیند اُچٹ گئی تھی میری

پانی جو برس کے کھُل گیا تھا
گلشن کا غبار دُھل گیا تھا

بیدار تھی باغ میں اکیلی
پھولوں سے لدی ہوئی چمیلی

اتنے میں جو رَو چلی ہوا کی
قسمت ہی چمک گئی فضا کی

ہونے لگی جگنوؤں کی بارش
فطرت کے جمال کی تراوِش

روشن تھا اِس قدر اندھیرا
گویا ہونے کو تھا سویرا

جگنو اِس طرح اُڑ رہے تھے
ہیروں میں پَر لگے ہوئے تھے

پیپل تو چنار بن رہا تھا
ہر شاخ سے نُور چھن رہا تھا

ظُلمت موتی لُٹا رہی تھی
پریوں کی برات جا رہی تھی

(سکندر علی وجؔد)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

نیند اُچٹ جانا	:	نیند غائب ہو جانا، نیند نہ آنا
پانی کُھل گیا	:	بارش کے بعد ابر چھٹ گیا، بارش ہونے کے بعد موسم صاف ہو گیا
گلشن	:	باغ، چمن
غُبار	:	گرد
بیدار	:	جاگی ہوئی / جاگا ہوا
رَو	:	رفتار، روانی
جمال	:	خوبصورتی، حُسن
تراوِش	:	ٹپکنا
چِنار	:	پہاڑی اور ٹھنڈے علاقوں میں پایا جانے والا ایک درخت جس کے پتے خزاں کے موسم میں بالکل سرخ ہو جاتے ہیں
ظُلمت	:	اندھیرا

2 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو بلند آواز سے پڑھیے:

نیِند رَو تراوِش چِنار ظُلمت

© NCERT not to be republished

3 غور کیجیے:

"روشن تھا اس قدر اندھیرا"
"ظلمت موتی لٹا رہی تھی"

پہلے مصرعے میں روشن اور اندھیرا متضاد الفاظ ہیں۔ لیکن خوبی یہ ہے کہ ان الفاظ سے رات کے اندھیرے میں جگنوؤں کی روشنی بیان کی گئی ہے۔ اسی خوبی کو دوسرے مصرعے میں 'ظلمت' اور 'موتی' الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) جگنو کس موسم میں دکھائی دیتے ہیں؟
(ii) لگاتار ہوا چلنے سے جگنوؤں کی کیا حالت ہوگئی؟
(iii) باغ میں کون جاگ رہا تھا؟
(iv) شاعر نے جگنو کو ہیرا کیوں کہا ہے؟
(v) پریوں کی برات جارہی تھی، سے کیا مطلب ہے؟

5 مصرعے مکمل کیجیے:

برات   پر   بارش   چمک   لدی   موتی

(i) پھولوں سے ....ہوئی چمیلی
(ii) قسمت ہی ....گئی فضا کی

© NCERT not to be republished

(iii) ہونے لگی جگنوؤں کی ....

(iv) ہیروں میں ....لگے ہوئے تھے

(v) ظلمت.....................لٹا رہی تھی

(vi) پریوں کی.............جا رہی تھی

6 نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

گلشن چمیلی جگنو سویرا نور

7 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے ہم قافیہ لفظ نظم میں سے تلاش کر کے لکھیے:

اکیلی تراوِش اندھیرا اندھیری

8 عملی کام:

اس نظم سے وہ اشعار اپنی کاپی میں نقل کیجیے جن میں جگنو، باغ اور چنار کے الفاظ آئے ہیں۔

© NCERT not to be republished

وہ صبح کبھی تو آئے گی

(ایک سچی کہانی)

میں بہت چھوٹی تھی جب بھوپال میں گیس پھیلی تھی ۔ میری امّی بتاتی ہیں کہ وہ مجھے اپنے بازوؤں میں جکڑ کر جہانگیرآباد کی طرف دوڑی تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اپنا پہلا قدم بیماری ہی کی حالت میں آگے بڑھایا تھا اور اب بھی میں پوری طرح ٹھیک نہیں ہو پائی ہوں۔ بیچ میں کچھ روز مجھے تھوڑے آرام کا احساس ہوا، لیکن اب پھر وہی پرانی حالت لوٹ آئی ہے۔ میرا گلا اور آنکھیں سوج جاتی ہیں۔ میرے چہرے پر سوُجن رہتی ہے۔ گلے کے اندر ہی اندر خون رِستا رہتا ہے۔ میری سانس بُری طرح پھولنے لگتی ہے اور میں بے حال ہو جاتی ہوں۔ میرے پورے بدن پر لال لال چکتّے پڑ گئے ہیں۔ شروع میں یہ چکتّے ایک ایک روپیے کے سکّے جیسے تھے۔ اب یہ ذرا چھوٹے ہو گئے ہیں۔ میرا دایاں پاؤں اب بھی ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے چلنے میں دِقّت ہوتی ہے اور دیکھو میرے پیر میں

چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم پر کیا کچھ گزری ہے ..... ہماری زندگی گیس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بدل گئی ہے۔

میرے ابّو اس حادثے میں ختم ہوگئے، تب ہم بہت چھوٹے تھے۔ میری ماں کی دماغی حالت خراب ہوگئی۔ وہ دروازے پر بیٹھی ابّو کا انتظار کرتی رہتی تھیں۔ ہم سے کہتی تھیں کہ ''ابّو آنے والے ہیں، ان کے لیے چائے بنالو''۔ وہ اُن کے پیروں کی آہٹ محسوس کرتیں اور چلا کر کہتیں کہ ''وہ گھر آگئے ہیں''۔ ہم ان سے کہتے کہ ''ابّو مر چکے ہیں''۔ پر وہ ہم سے کہتی تھیں کہ ''ایسی باتیں نہیں کرتے''۔ اگر ہم دوبارہ یہی بات کہتے تو وہ ناراض ہوتی تھیں۔ ہمیں مارتی تھیں۔ ہم ان کو اطمینان دلاتے تھے کہ وہ اتنا پریشان نہ ہوں۔

ڈاکٹر ہم سے کہتے تھے کہ انھیں خوش رکھا کرو۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر روئے بغیر رہنا مشکل ہوتا تھا۔ یہ سب کئی مہینوں تک چلتا رہا۔ رفتہ رفتہ کسی طرح امّی نے خود کو

سنبھالا۔ شاید اس احساس نے انھیں ٹھیک ہونے میں مدد دی کہ انھیں ہی کچھ تدبیر کرنی ہوگی تاکہ ہم سب زندہ رہ سکیں۔

میرے ابّو کی ایک دوکان تھی۔ کسی نے سمجھا بجھا کر وہ دوکان پانچ سو روپے میں بکوادی۔ جب تک وہ پیسہ رہا ہمیں کھانے کو ملا۔ پھر میری امّی کئی جگہوں پر گئیں، ہر جان پہچان والے کے پاس، اُدھار مانگنے۔ انھیں دوسروں کا کام بھی کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ میرے علاج پر کچھ نہ کچھ خرچ بھی ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ سے بیمار رہی ہوں۔ میری ایک جڑواں بہن ہے جو بالکل ٹھیک ہے۔ میری امی چلّاتی تھیں کہ وہ میری مسلسل بیماری اور علاج سے تنگ آ چکی ہیں۔

ایک مرتبہ کی بات ہے جب میں بہت بیمار تھی۔ کسی نے امّی کو پرائیویٹ ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی صلاح دی۔ وہ ڈاکٹر بہت اچھا مانا جاتا تھا۔ مجھے نرسنگ ہوم لے جایا گیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ میں مرنے والی ہوں۔ علاج کے لیے صرف نرسنگ ہوم کے بستر کا خرچ ہی ڈھائی سو روپیہ روزانہ کا ہے، علاج کا خرچ الگ۔ میری امّی نے بتایا کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ تب اس نے کہا کہ وہ مجھے گھر لے جائیں۔ پر وہ نہ مانیں۔ میں وہیں پڑی رہتی جب تک کہ دوپہر کو وہ واپس نہ آتیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ پیسہ کہاں سے لاتیں۔ پر وہ میرے علاج کے لیے کہیں نہ کہیں سے پیسے لے ہی آتیں۔

اب میں آیوروید کی دوائیں استعمال کر رہی ہوں اور اس سے مجھے کافی آرام ہے۔ میرے پاؤں کے چھالے سوکھ رہے ہیں۔ پسلیوں کا درد چلا گیا ہے۔ چہرے کی سوجن کم ہوگئی ہے اور سر درد، بدن درد اور گلے سے خون کا رسنا بند ہوگیا ہے۔ اب مجھے پہلی مرتبہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ٹھیک ہوسکتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ ابھی ہمیں بہت دور جانا ہے۔ میں بہت خوش رہتی ہوں۔ میں اب جینا چاہتی ہوں۔

(سلمیٰ)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

راحت : آرام،سکون
تدبیر : کوشش، ترکیب
رفتہ رفتہ : آہستہ آہستہ

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

حادِثہ اِنتظار خَرچ مَرتبَہ

3 غور کیجیے:

1984ء کی سردیوں میں مدھیہ پردیش کے شہر بھوپال میں گیس کا ایک بہت بڑا سانحہ رُونما ہوا تھا۔ اس سانحے کی ذمہ داری یونین کاربائیڈ نامی ایک غیر ملکی کمپنی پر عائد ہوتی ہے۔ زہریلی گیس کے رِسنے سے پورے شہر میں کہرام مچ گیا تھا۔ ہزاروں انسان اور جانور اس سانحے میں اپنی جانیں گنوا بیٹھے تھے۔ زہریلی گیس کے اثر سے ہزاروں لوگ بیمار پڑ گئے۔ یہ بیماری ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی گئی۔ آج بھی اس سانحے کے شکار بہت سے افراد زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں اور اپنے حق کی مانگ کر رہے ہیں۔ ان کی دوا اور علاج کا جو اہتمام کیا جانا چاہیے تھا اب تک نہیں ہو سکا۔ اس مسئلے نے ایک لمبے قانونی جھگڑے کی حیثیت اختیار کر لی ہے، جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ گیس کا یہ سانحہ ہمارے سامنے کئی سوال لے کر آیا ہے۔ صنعتی ترقی نے جہاں انسان کو بہت سے فائدے پہنچائے ہیں، وہیں اس کے لیے کچھ

© NCERT not to be republished

آزمائشیں بھی کھڑی کر دی ہیں۔ اس مسئلے پر ہم سب کو نئے سرے سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) سلمیٰ کی امّی اسے بازوؤں میں جکڑ کر جہانگیر آباد کی طرف کیوں دوڑیں؟
(ii) سلمیٰ کی امّی کس بات پر اس سے ناراض ہوتی تھیں؟
(iii) سلمیٰ کی امّی کی دماغی حالت کیوں خراب ہو گئی تھی؟
(iv) نرسنگ ہوم کے ڈاکٹر نے امّی سے کیا کہا؟
(v) سلمیٰ نے ایسا کیوں کہا کہ میں اب جینا چاہتی ہوں؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

پیسے　　کام　　سوج　　جینا　　چھالے

(i) میرا گلا اور آنکھیں .... جاتی ہیں۔
(ii) انھیں دوسروں کا .... بھی کرنا پڑتا۔
(iii) ہمارے پاس اتنے .... نہیں ہیں۔
(iv) میرے پاؤں کے .... سوکھ رہے ہیں۔
(v) میں اب .... چاہتی ہوں۔

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بیماری　　آرام　　چھالے　　حادثہ　　علاج　　سوجن

© NCERT not to be republished

7 اس سبق میں لفظ 'رفتہ رفتہ' استعمال ہوا ہے۔ کسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے جملے میں لفظ کو دوبارا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جملوں پر غور کیجیے اور ایسے تین جملے بنائیے:

شام ہوتے ہوتے گھونسلہ تیار ہو گیا۔

چلتے چلتے وہ تھک گیا۔

تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ ہمیں دیکھتا رہا۔

ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتا ہے۔

8 عملی کام:

(i) اس سبق میں بھوپال گیس سانحے سے ہوئی تباہ کاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا شکار ہونے والی سلمٰی کی کہانی ''وہ صبح کبھی تو آئے گی'' عنوان کے تحت بیان کی گئی ہے۔ یہی عنوان ساؔحر لدھیانوی کے گیت 'اُمید' کا ایک مصرعہ بھی ہے۔ آپ اسی طرح کے کچھ اور گیتوں، نغموں، کہانیوں، مضامین کے کسی جملے یا مصرعوں کو تلاش کیجیے اور ان کی فہرست بنائیے۔

(ii) اس طرح کے کسی اور سانحے کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

بیربل کی حاضر جوابی

1

ایک دفعہ بیربل کی کسی بات پر خوش ہو کر اکبر اعظم نے اُن کو انعام کے طور پر جاگیر دینے کا وعدہ کر لیا۔ جب کافی وقت انتظار میں گزر گیا اور جاگیر نہیں ملی تو بیربل نے ایک دن موقع دیکھ کر اکبر بادشاہ کو جاگیر دینے کے وعدے کی یاددہانی کرائی۔ بادشاہ اکبر نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور دوسری طرف گردن موڑ لی۔

کچھ دنوں کے بعد بیربل اور بادشاہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک اونٹ دکھائی دیا۔ بادشاہ کی طبیعت میں مزاح اور تجسّس دونوں ہی تھے، اس لیے اونٹ کی طرف دیکھ کر بیربل سے پوچھ بیٹھے۔

''بیربل! اونٹ کی گردن ٹیڑھی کیوں ہوتی ہے؟'' بیربل جاگیر کے بارے میں کئی بار یاددہانی کرا چکے تھے اس لیے موقع دیکھ کر فوراً بولے ''حضور! اس نے بھی کسی کو جاگیر دینے کا وعدہ کر لیا ہوگا۔'' بادشاہ بیربل کی بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور انھوں نے بیربل کو جاگیر عطا کر دی۔

ایک بار کسی درباری نے اکبر اعظم سے کہا: ''جہاں پناہ! بیربل اگرچہ عقل مند آدمی ہے، مگر خاکسار کا اپنے بارے میں خیال ہے کہ بیربل کی جگہ اگر آپ مجھے عنایت فرمائیں تو شاید آپ کا یہ نمک خوار بیربل سے زیادہ اچھا کام کرے گا اور زیادہ حاضر جوابی اور ہنرمندی کا ثبوت دے گا۔'' اکبر نے اُس سے کہا ''اس میں شک نہیں کہ تم ایک قابل، پڑھے لکھے اور سمجھدار آدمی ہو، لیکن میرے خیال میں شاید تم بیربل کا مقابلہ نہیں کرسکوگے۔'' وہ شخص اصرار کرتا رہا تو اکبر نے کہا ''اچھا اس کا فیصلہ کل دربار میں ہو جائے گا کہ تم بیربل کی جگہ لینے کے اہل ہو یا نہیں۔ ساتھ ہی تمھاری عقل مندی، فراست اور حاضر جوابی کا امتحان بھی ہو جائے گا۔''

چنانچہ دوسرے دن دربار میں اکبر اعظم نے اُس شخص سے ایک عجیب و غریب سوال کیا ''بتاؤ اس وقت جو لوگ دربار میں بیٹھے ہیں ان کے دلوں میں کیا ہے۔''

وہ شخص اکبر کا یہ سوال سن کر سٹپٹا گیا اور کہنے لگا ''حضور! یہ میں کیسے جان سکتا ہوں کہ ان سب کے دلوں میں کیا ہے اور وہ اس وقت کیا سوچ رہے ہیں۔ کسی کے دل کا حال معلوم کرنا تو ناممکن ہے۔'' پھر یہی سوال اکبر نے بیربل سے کیا۔ ''بیربل! کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس وقت یہاں موجود لوگوں کے دلوں میں کیا ہے؟''

''جی ہاں، کیوں نہیں''۔ بیربل نے جواب دیا ''حضور! سب لوگوں کے دلوں میں ہے کہ مہابلی کی سلطنت ہمیشہ قائم رہے۔ اگر یقین نہ ہو تو آپ ان سے دریافت کر لیجیے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ۔''

بیربل کی یہ دانشمندانہ بات سن کر تمام درباری ہنسنے لگے اور اکبر بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

جاگیر	:	وہ زمین جو بادشاہ یا سرکار کی طرف سے کسی کو دی گئی ہو
یاددہانی	:	یاد دلانا
مزاح	:	خوش طبعی، ہنسوڑ پن
تجسّس	:	تلاش، کھوج، کرید
عطا	:	دینا، بخشش
اکبرِ اعظم	:	ایک مشہور مغل بادشاہ
اکبر	:	بڑا
اعظم	:	جس کا مرتبہ سب سے بڑا ہو
جہاں پناہ	:	دنیا کو پناہ دینے والا، بادشاہ
خاکسار	:	معمولی
عنایت	:	کرم، نوازش، مہربانی
نمک خوار	:	نمک کھانے والا، نوکر
ہنرمندی	:	ہوشیاری
اصرار کرنا	:	زور دینا، تاکید، ضد کرنا
فراست	:	سوجھ بوجھ

© NCERT not to be republished

حاضر جوابی	:	تیز دماغی
مہابلی	:	بہادر، طاقتور
سلطنت	:	حکومت
دریافت	:	تلاش، کھوج، پوچھنا
اہل ہو یا نہیں	:	لائق ہو یا نہیں
دانش	:	عقل
دانشمندانہ بات	:	عقل والی بات

2 ان لفظوں کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھیے اور خوش خط لکھیے:

طَبِیعَت   وَعدَہ   فِراسَت   اکبرِ اعظم   تجَسُّس

3 غور کیجیے:

اس سبق میں بیربل کی ذہانت اور حاضر دماغی کا پتہ چلتا ہے۔ انھوں نے دربار میں بادشاہ کے سوال پر ایسا جواب دیا جسے کوئی بھی شخص جھٹلا نہیں سکتا تھا۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) اکبر نے بیربل سے کس بات کا وعدہ کیا تھا؟
(ii) اکبر نے اونٹ کو دیکھ کر بیربل سے کیا سوال کیا؟
(iii) اکبر نے درباری سے کیا پوچھا؟
(iv) دربار میں بیربل نے بادشاہ کے سوال کا کیا جواب دیا؟

© NCERT not to be republished

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

نے سے کا کی کے میں

(i) کسی درباری ....اکبر سے کہا۔

(ii) تم بیربل ....جگہ لینے کے اہل ہو یا نہیں۔

(iii) وہ شخص اکبر............سوال سن کر سٹپٹا گیا۔

(iv) یہاں موجود لوگوں کے دلوں ....کیا ہے۔

(v) یہی سوال اکبر نے بیربل ....کیا۔

(vi) کسی ....دل کا حال معلوم کرنا ناممکن ہے۔

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

انتظار وعدہ انعام فیصلہ اصرار

7 عملی کام:

اسی طرح کی دوسری کہانیاں تلاش کر کے لکھیے اور انھیں سنائیے۔

© NCERT not to be republished

بُڑھیا اور چِڑیا کی کہانی

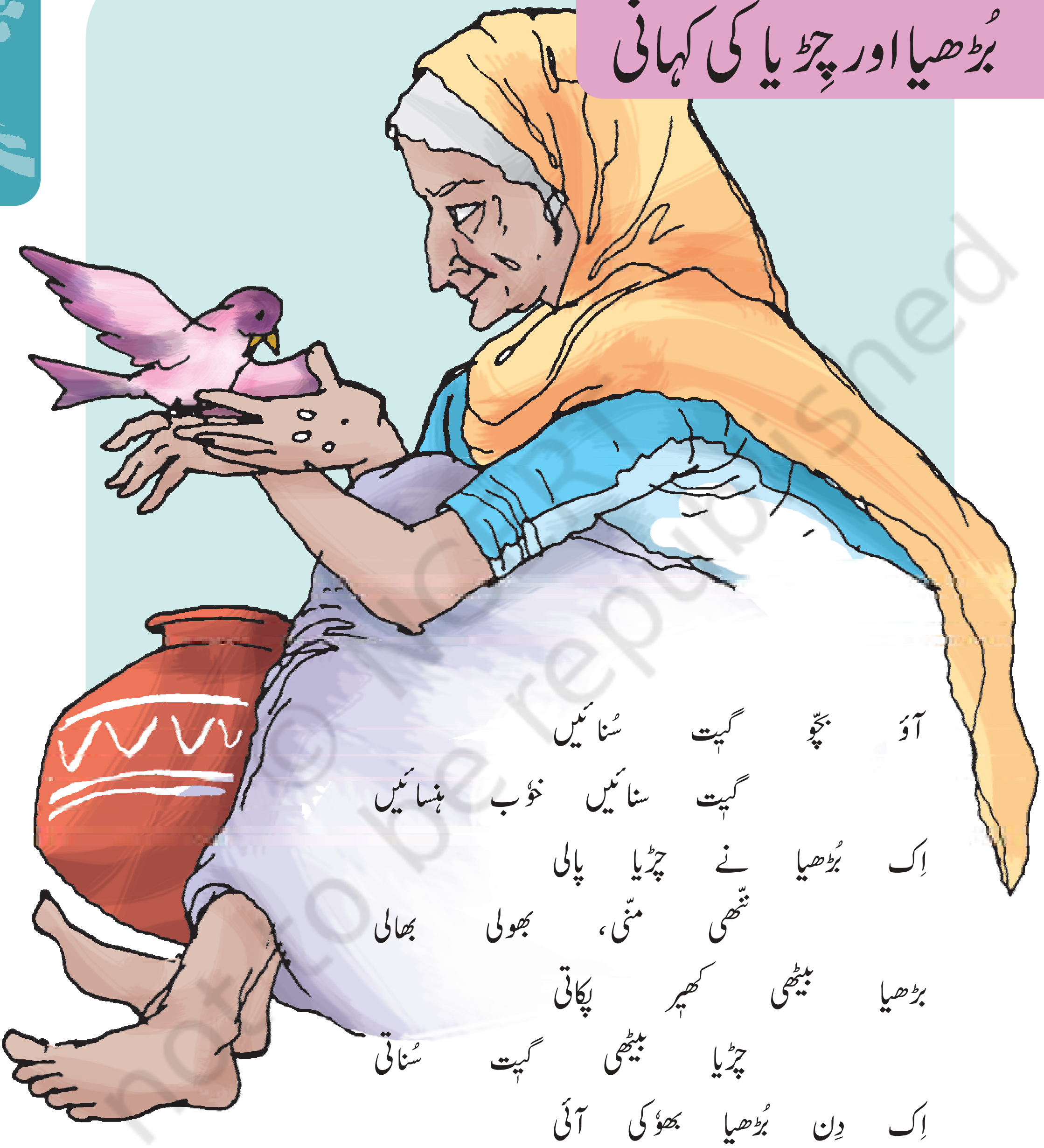

آؤ بچّو گیت سُنائیں
گیت سنائیں خوب ہنسائیں
اِک بُڑھیا نے چڑیا پالی
ننّھی منّی، بھولی بھالی
بڑھیا بیٹھی کھیر پکاتی
چڑیا بیٹھی گیت سُناتی
اِک دِن بُڑھیا بھوکی آئی
جلدی جلدی کھیر پکائی

© NCERT not to be republished

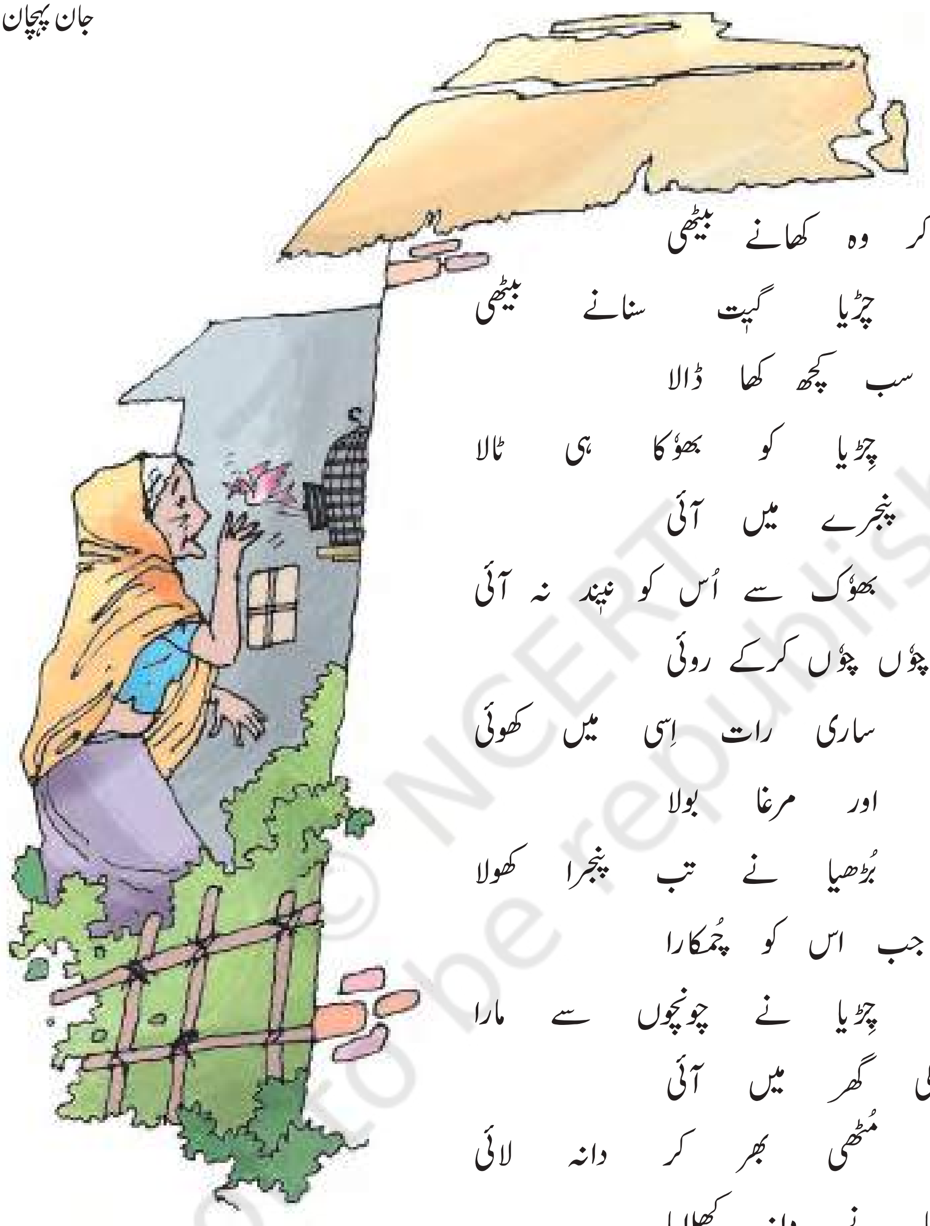

مُنھ دھو کر وہ کھانے بیٹھی
چڑیا گیت سنانے بیٹھی
بُڑھیا نے سب کچھ کھا ڈالا
چڑیا کو بھوکا ہی ٹالا
چِڑیا جب پنجرے میں آئی
بھوک سے اُس کو نیند نہ آئی
چوں چوں چوں چوں کرکے روئی
ساری رات اِسی میں کھوئی
صبح ہوئی اور مرغا بولا
بُڑھیا نے تب پنجرا کھولا
پیار سے جب اس کو پُچکارا
چڑیا نے چونچوں سے مارا
بڑھیا بھاگی گھر میں آئی
مُٹھی بھر کر دانہ لائی
جب بڑھیا نے دانہ کِھلایا
تب چِڑیا نے گیت سنایا

(برکت علی فراق)

مشق

1 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

چِڑیا بُڑھیا چونچ پنجرہ چُمکارا

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) چڑیا بڑھیا کو گیت کب سناتی تھی؟

(ii) چڑیا کو رات بھر نیند کیوں نہیں آئی؟

(iii) بڑھیا نے چڑیا کو کیسے منایا؟

3 اس نظم میں الفاظ 'چوں چوں' آئے ہیں۔ یہ چڑیا کی آواز ہے۔ نیچے دی ہوئی آوازوں کے سامنے ان کے پرندوں کا نام لکھیے۔

کائیں کائیں ----------

غُٹر غوں ----------

ٹیں ٹیں ----------

کوُ کوُ ----------

پیہو پیہو ----------

© NCERT not to be republished

4 نیچے لکھے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے اور واقعے کو پورا کیجیے:

(i) کیا آپ اتوار کو چڑیا گھر کی سیر کرنے گئے تھے؟
(ii) آپ چڑیا گھر کی سیر کرنے کس سواری سے گئے تھے؟
(iii) چڑیا گھر کی سیر کرنے آپ کے ساتھ کون کون گیا تھا؟
(iv) چڑیا گھر میں آپ نے کیا کیا دیکھا؟
(v) چڑیا گھر میں آپ کو کس جگہ سب سے زیادہ لطف آیا؟
(vi) آپ گھر کب واپس لوٹے؟

5 اس نظم سے چڑیا کی دو خوبیاں تلاش کر کے لکھیے۔

6 عملی کام:

(i) اس نظم کو نثر میں لکھیے۔
(ii) پرندوں کی تصویریں جمع کیجیے اور انھیں اپنی کاپی میں لگائیے۔

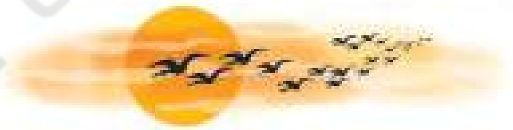

© NCERT not to be republished

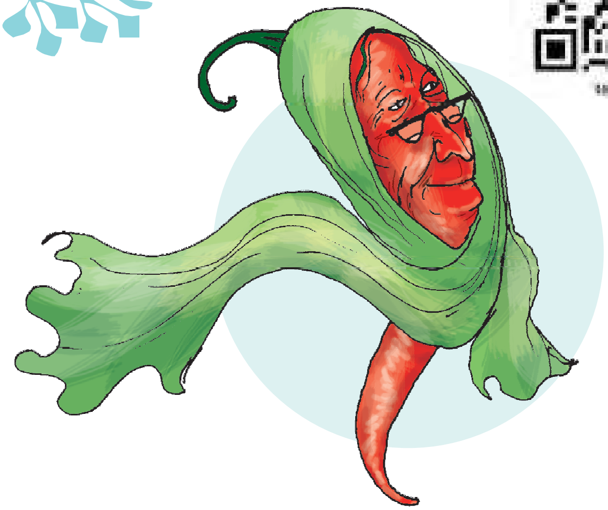

مِرچ نامہ

وہ پُرانا قلعہ ہی نہ رہا جہاں کی لال مِرچیں دِلّی میں مشہور تھیں اور پھیری والے 'پُرانے قلعے کی مرچیں!' آواز لگا کر مِرچیں بیچا کرتے تھے۔ کہنے کو قلعہ اب بھی موجود ہے لیکن اس کے آس پاس کی زمین جہاں مرچوں کی پیداوار تھی، نئی دِلّی کے نقشے میں آگئی اور کھیتی کیاری کا نقشہ قلعے کے قریب بالکل مٹ گیا۔

خدا کی مار، منہ میں آگ لگ گئی۔ آنکھیں پانی میں ڈوب گئیں۔ یہ سالن ہے یا مرچوں کا اچار۔ دلّی والے خبر نہیں اتنی مرچیں کیوں کھاتے ہیں۔ دکن، مدراس اور دلی کے سوا ساری دنیا میں مرچوں کی اتنی زیادتی نہیں ہے۔ کہیں کالی مرچوں کا رواج ہے کہیں سرے سے مرچ کھاتے ہی نہیں۔ مگر دلّی، الٰہی تیری پناہ! یہ سالن میں لال مرچ نہ ہو تو دِلّی والے اس کی صورت پہ نام دھرتے ہیں۔ نیلی پیلی شکل بناتے ہیں۔ دہلی والے ہری مرچیں روکھی کھاتے ہیں۔ نیبو میں کتر کر کچومر بناتے ہیں۔ اچار میں ڈالتے ہیں۔ لال ہو جائے تو دال سالن اسی سے پکتا ہے۔ سالن کی لال لال رنگت کی تعریف کی جاتی ہے جو مرچ کی تیزی سے ہر وقت سُرخ رہتا ہے۔

لال مرچ کا پودا دو ڈیڑھ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ مرچ شروع میں بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ انگلی بھر کی، سبز، چکنی، پاؤ انچ موٹی۔ جڑ کی طرف سے چوڑی منہ کے پاس پتلی، زمین کی طرف آنکھیں جھکائے رکھتی ہے۔ چند روز میں بڑھتے بڑھتے دو انچ ڈھائی انچ لمبی ہو جاتی ہے۔ بچپن کی سبزی جوانی کا سُرخ لباس پہنتی ہے اور ہرے ہرے درختوں میں لال لال مرچیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے سبز ساٹن میں لال لال پھول یا روشنی کے سبز جھاڑ

© NCERT not to be republished

میں سُرخ رنگ کی قلمیں لٹکا کرتی ہیں۔

بے چارہ درخت تو اوّل سے آخر تک سبز ہی رہتا ہے۔ خبر نہیں مرچ میں یہ جوانی کہاں سے آجاتی ہے کہ مرتے دم تک لال رہتی ہے۔ شاید مرچ کے درخت کا جگر بھی لال ہوگا اور اُس نے اِس کو کاٹ کر مرچیں بنائی ہوں گی۔

مرچیں ٹوٹ کر آتی ہیں تو ڈوروں میں پروکر اور ہار بنا کر یا یوں ہی چھتوں اور سوکھی زمین پر پھیلا کر ان کو سُکھا لیتے ہیں۔ پھر کیا مجال دھوپ سے اس کے رنگ وروغن میں فرق آتا ہو۔ سوکھ کر مُرجھا جاتی ہے مگر چہرہ ویسا ہی لال دمکا کرتا ہے۔ بلکہ کھال میں ایک طرح کی چمک اور شفّافی پیدا ہوجاتی ہے جس میں سے اس کے اندر کے بیج نظر آجایا کرتے ہیں۔ مرچ کے پیٹ میں بہت سے بچّے یعنی بیج ہوتے ہیں اور اُن کی شکل زرد اور گول گول بالکل سونے کی گِنّیوں کی سی ہوتی ہے۔

مرچ کھانے کی چیز نہیں ہے۔ اس کو تو کھیت میں دیکھنا چاہیے، مگر خَلقت کھاتی ہے۔ لال مرچ معدہ، جگر، مثانہ، دل و دماغ کو بے حد مُضِر ہے۔ اس کا نقصان بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا۔

مجھی کو دیکھو! اُس کے دِلدادوں میں ہوں۔ آٹھ دن ہوئے بالکل چھوڑ دی ہے اور دیکھتا ہوں کہ اس کے تَرک نے میری صحت کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ اب تو عہد کرلیا، خدا نے چاہا تو اس فتنی کو کبھی منہ نہ لگاؤں گا۔ بی مرچ کو چھوڑ دیا۔ برسوں ساتھ رہی تھی، اس واسطے اس کی یادگار میں یہ مرچ نامہ لکھا ہے کہ مجھ کو بے وفا نہ کہے۔

(خواجہ حسن نظامی)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

پیداوار	:	کھیتوں میں اُگنے والی چیز، فصل
سِوا	:	علاوہ
ساٹن	:	ایک قسم کا ریشمی کپڑا
شفّافی	:	ستھراپن، جس کے آر پار دیکھا جا سکے
خَلقت	:	لوگ، دنیا
مُضِر	:	نقصان دہ
دِلدادوں	:	دلدادہ کی جمع، چاہنے والوں، پسند کرنے والوں
تَرک کرنا	:	چھوڑنا
عہد	:	پکّا ارادہ
یادگار	:	نشانی
مثانہ	:	جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی
فتنی	:	فتنہ کا مؤنث، جھگڑالو

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

مِرچ قَلعَہ سُرخ سَبز دَرَخت فِرق خَلقَت

© NCERT not to be republished

3 غور کیجیے:

(i) ''لال لال مرچیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے سبز ساٹن میں لال لال پھول یا روشنی کے سبز جھاڑ میں سرخ رنگ کی قلمیں۔''

اس جملے میں لال مرچ کی مثال دو طرح سے دی گئی ہے۔ ایک جگہ اسے لال لال پھول کہا گیا ہے اور دوسری جگہ اسے سرخ رنگ کی قلمیں۔ جب کسی مشترکہ خصوصیت کی بنا پر ایک چیز کی مثال دوسری چیز سے دی جائے تو وہ تشبیہ کہلاتی ہے۔

(ii) خَلقَت کے معنی لوگ اور خِلقَت کے معنی پیدائش ہے۔

اس سبق میں لفظ 'خَلقَت' استعمال ہوا ہے۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) دلّی میں کہاں کی لال مرچیں مشہور تھیں؟

(ii) دلّی والے مرچوں کا استعمال کس کس طرح کرتے ہیں؟

(iii) لال مرچ کی پیداوار کس طرح ہوتی ہے؟

(iv) مرچ کی وہ کیا خصوصیت ہے جو سوکھنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے؟

(v) لال مرچ کے کیا کیا نقصانات ہیں؟

(vi) مرچ کو ''فتنی'' کیوں کہا گیا ہے؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

یادگار بے حد پیداوار بے وفا دلدادوں

© NCERT not to be republished

(i) جہاں مرچوں کی .... تھی وہ زمین نئی دلّی کے نقشے میں آ گئی۔

(ii) لال مرچ .... مُضِر ہے۔

(iii) مجھی کو دیکھو اس کے .... میں ہوں۔

(iv) اس کی .... میں مرچ نامہ لکھا ہے۔

(v) مجھے کوئی .... نہ کہے۔

6 سبق کی مدد سے جملے مکمل کیجیے:

(i) وہ پرانا قلعہ ہی نہ رہا جہاں ....

(ii) دلّی والے خبر نہیں اتنی ....

(iii) ہرے ہرے درختوں میں لال لال مرچیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے ....

(iv) .... مگر چہرہ ویسا ہی لال دمکا کرتا ہے۔

7 سبق میں لفظ 'لال مرچ' آیا ہے۔ اس میں لفظ 'لال' مرچ کی صفت ہے۔ وہ لفظ جو کسی چیز کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع دے یا اس کی خوبی یا خرابی ظاہر کرے اسے صفت کہتے ہیں۔ آپ نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے صفت لگائیے۔

.... قلعہ

.... لباس

.... ساٹن

© NCERT not to be republished

رنگ ....

دِلّی ....

8 اس سبق کا نام 'مرچ نامہ' ہے۔ 'مرچ نامہ' کا مطلب ہے وہ مضمون جس میں مرچ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ آپ یہ بتائیے نیچے لکھی ہوئی تحریروں کو کیا کہتے ہیں۔

(i) وہ تحریر جس میں نصیحت کی جائے ....

(ii) جس میں سوالات کیے گئے ہوں ....

(iii) جس میں کوئی عہد لکھا گیا ہو ....

(iv) جس میں دعوت دی گئی ہو ....

(v) جس میں سفر کے حالات بیان کیے گئے ہوں ....

9 **عملی کام:**

اس سبق میں عام بول چال کے بہت سے الفاظ آئے ہیں جنھیں ''روزمرہ'' کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر — منہ میں آگ لگ گئی۔ آپ اس سبق سے اسی طرح کی تین مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

جھوٹے کی کہانی

ایک رئیس یا شاید کوئی نواب جو کسی دور دراز ملک سے واپس آیا تھا، دیہات میں اپنے دوست کے ساتھ سیر کر رہا تھا اور جھوٹے سچّے قصّے سنا رہا تھا کہ میں نے فلاں چیز دیکھی اور فلاں جگہ گیا۔ کہنے لگا ''نہیں بھائی، اب ایسے عجائبات کیوں کبھی دیکھنے کو ملیں گے۔ یہ تمھارا ملک بھلا کوئی رہنے کی جگہ ہے؟ کبھی تو سردی، کبھی اتنی گرمی کہ خدا کی پناہ، کبھی سورج ہے کہ مہینوں بادلوں میں منہ چھپائے بیٹھا رہتا ہے، کبھی ایسا تیز چمکتا ہے کہ آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ وہاں دیکھو، بس جنت کا مزہ ہے! اسے یاد کرنے سے بھی دل کو فرحت ہوتی ہے۔ نہ لحاف کی ضرورت نہ لالٹین کی۔ نہ کبھی رات نہ اندھیرا، پورا سال بہار کا دن معلوم ہوتا ہے۔ وہاں نہ کوئی ہل چلاتا ہے نہ بوتا ہے اور اس پر دیکھو ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور پھلتی پھولتی ہے۔ ایک مرتبہ میں نے وہاں ایک کھیرا دیکھا تھا، ابھی تک ویسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ تم یقین نہیں کرو گے، مگر میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم .... پہاڑ کے برابر تھا!''

دوست نے جواب دیا ''سبحان اللہ، عجب ہی چیز ہوگی۔ لیکن یوں تو ساری دنیا عجائبات سے بھری ہے، ہم خود ہی غور نہیں کرتے۔ ابھی تھوڑی دیر میں ہم ایک چیز دیکھنے والے ہیں۔ میں شرط بدنے پر تیار ہوں کہ ایسی چیز تمھارے دیکھنے میں بھی نہ آئی ہوگی۔ وہ پُل دیکھو، وہ جس پر کہ ہمارا راستہ جاتا ہے۔ یوں تو وہ ایک بہت معمولی سا

© NCERT not to be republished

پُل ہے، مگر اس میں یہ حیرت انگیز خاصیت ہے کہ جھوٹا آدمی اس پر سے کبھی گزر نہیں سکتا............ آدمی تھوڑی دوُر تک پہنچا نہیں کہ ٹھوکر کھاتا ہے اور دھڑام سے پانی میں گِر جاتا ہے۔ سچّا ہو تو چاہے گھوڑا گھوڑی لے کر بھی گزر جائے، کچھ نہیں ہوتا۔"

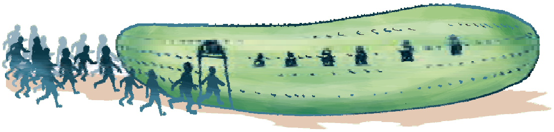

"اچھا! اور دریا کیسا ہے؟" دوست نے کہا۔

"ندی ہے، کوئی نالا تو ہے نہیں۔ تم خود سمجھ لو۔ مگر خیال کرو، دنیا میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ تم نے جس کھیرے کا ذکر کیا ہے وہ بے شک بڑا تو ضرور تھا................ کیا بتایا تھا تم نے .... پہاڑ جیسا؟"

"نہیں پہاڑ تو نہیں، مگر گھر کے برابر یقیناً ہوگا۔"

"پھر بھی ایسی بات ماننا مشکل ہے۔ لیکن ہمارا پُل جس پر سے ہم ابھی گزرنے والے ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں، کہ وہ جھوٹے کو اپنے اُوپر سے جانے نہیں دیتا................ سبھی جانتے ہیں ابھی تھوڑے دن ہوئے دو اخبار والے اور ایک درزی اسی پر سے گِر کر ڈوب گئے۔ پھر بھی اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو وہ مکان کے برابر کھیرا جو تم نے دیکھا تھا عجیب ہی ہوگا؟"

"نہیں اس میں کوئی ایسی تعجب کی بات نہیں۔ دیکھو نا پوری بات بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔ تم یہ نہ سمجھو کہ ہر جگہ ویسے ہی بڑے بڑے مکان ہوتے ہیں جیسے ہمارے یہاں۔ وہاں جانتے ہو مکان کیسے ہوتے ہیں، بس اتنے بڑے کہ ان میں دو آدمی گھُس سکتے ہیں اور وہ بھی بڑی مشکل سے اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔"

"خیر اگر ایسا بھی ہے تو اس کھیرے کو جس میں دو آدمی سما جائیں عجائباتِ قدرت میں سمجھنا کون سی گناہ کی بات ہے۔ ہمارا پُل بھی ایسا ہے کہ چوتھے پانچویں قدم ہی پر جھوٹے کو دریا میں دھکیل دیتا ہے۔ تمہارا مکان کے برابر کھیرا................"

یہاں پر جھوٹے نے بات کاٹ کر کہا "بھئی سنو تو! آخر یہ کون سی زبردستی ہے کہ پُل کے اوپر ہی سے جائیں۔ آؤ کہیں اُتھلا ہو تو وہیں سے نکل چلیں!"

(مترجم محمد مجیب)

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

رئیس	:	امیر
فرحت	:	خوشی
دُوردراز	:	بہت دُور
عجائبات	:	عجیب کی جمع، عجیب وغریب چیزیں
دیہات	:	گاؤں
یقیناً	:	قطعی، بالکل

2 غور کیجیے:

(i) جھوٹ بولنے والا ہمیشہ اس ڈر میں مبتلا رہتا ہے کہ اس کی حقیقت سامنے نہ آ جائے۔ اس کہانی میں یہی خیال بہت عمدہ طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

(ii) اس سبق میں لفظ عجائبات اِستعمال ہوا ہے۔ لفظ عجیب کی جمع عجائب ہے اور عجائب کی جمع عجائبات ہے۔ اس طرح عجائبات لفظ عجیب کی جمع الجمع ہے۔ اسی طرح خبر کی جمع اخبار ہے اور جمع الجمع ''اخبارات'' ہے۔

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) رئیس کہاں جا رہا تھا؟

(ii) رئیس نے موسموں کا ذکر کس کس طرح کیا ہے؟

(iii) رئیس نے اپنے ساتھی کو کون سی کہانی سنائی؟

(iv) رئیس کے دوست نے اس کے جھوٹ کا امتحان کیسے لیا؟

(v) 'جھوٹے کی کہانی' سے کیا سبق ملتا ہے؟

4 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

کھیرا چیز سیر درزی دھڑام

(i) دیہات میں اپنے دوست کے ساتھ.................کر رہا تھا۔

(ii) ایک مرتبہ میں نے ملک روم میں ایک.................دیکھا تھا۔

(iii) ابھی تھوڑی دیر میں ہم ایک.....................دیکھنے والے ہیں۔

(iv) آدمی تھوڑی دور تک پہنچا نہیں کہ ٹھوکر کھاتا ہے اور.................سے پانی میں گر جاتا ہے۔

(v) ابھی تھوڑے دن ہوئے دو اخبار والے اور ایک.................اسی پر سے گر کر ڈوب گئے۔

5 درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے:

مکان گاؤں قصّہ

6 عملی کام:

(i) اس کہانی کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(ii) ایسی ہی کوئی دوسری کہانی تلاش کیجیے۔

© NCERT not to be republished

ایک لڑکی کا گیت

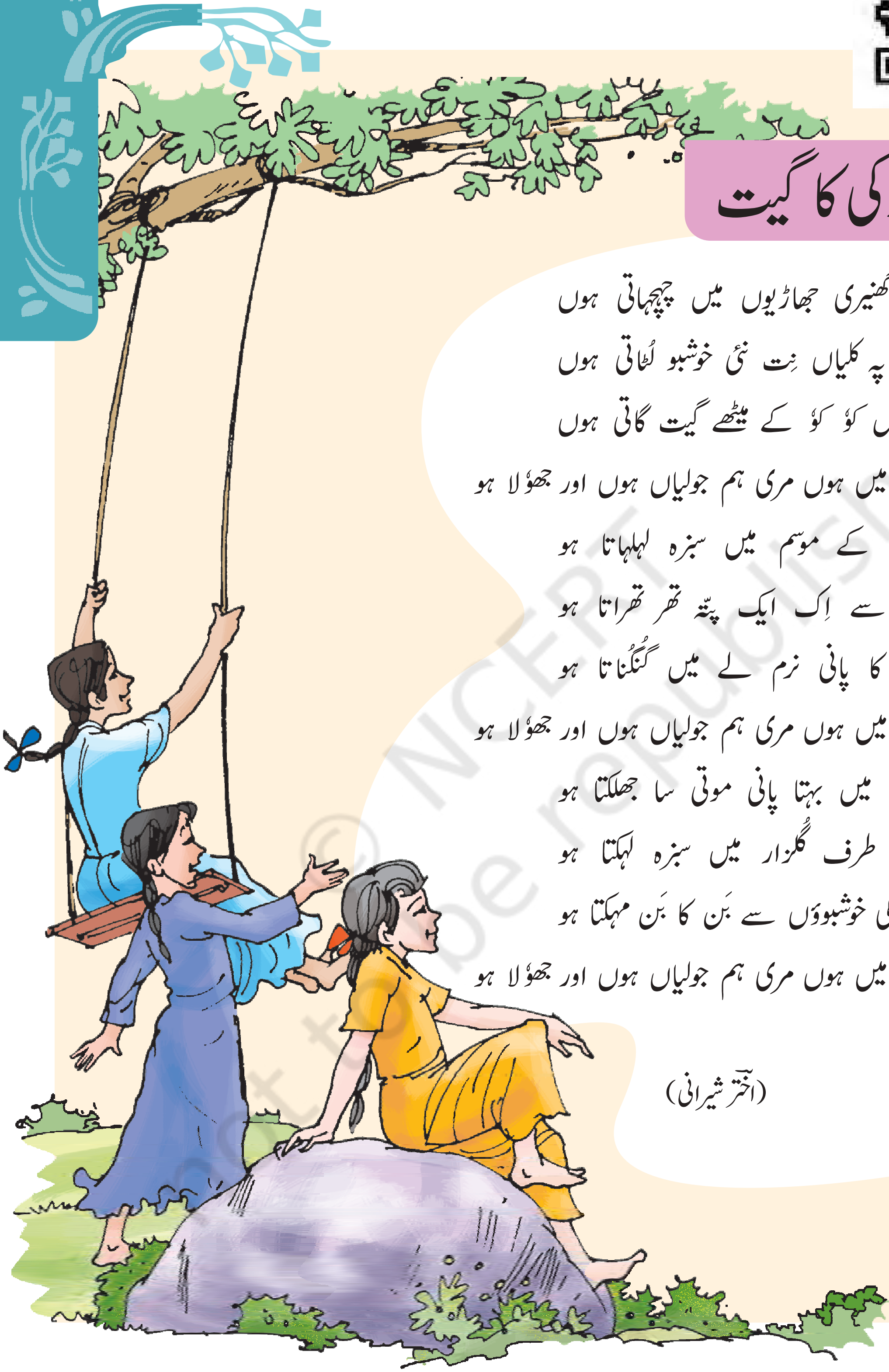

جہاں چڑیاں گھنیری جھاڑیوں میں چہچہاتی ہوں
جہاں شاخوں پہ کلیاں نِت نئی خوشبو لُٹاتی ہوں
اور ان پر کوئلیں کُو کُو کے میٹھے گیت گاتی ہوں
وہاں میں ہوں مری ہم جولیاں ہوں اور جھُولا ہو

جہاں برسات کے موسم میں سبزہ لہلہاتا ہو
ہوا کی چھیڑ سے اِک ایک پتّہ تھر تھراتا ہو
جہاں چشموں کا پانی نرم لے میں گنگُناتا ہو
وہاں میں ہوں مری ہم جولیاں ہوں اور جھُولا ہو

جہاں نہروں میں بہتا پانی موتی سا جھلکتا ہو
جہاں چاروں طرف گُلزار میں سبزہ لہکتا ہو
جہاں پھولوں کی خوشبوؤں سے بَن کا بَن مہکتا ہو
وہاں میں ہوں مری ہم جولیاں ہوں اور جھُولا ہو

(اختر شیرانی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

ہم جولی	:	سہیلی
گلزار	:	چمن، باغ
لَے	:	ترنّم، سُر
بَن	:	جنگل

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

گُلزار چِڑیاں کُوکُو سَبزہ

3 غور کیجیے:

نظم کے اس مصرعے ''ہوا کی چھیڑ سے اِک ایک پتّہ تھرتھراتا ہو'' میں اِک ایک آیا ہے۔ کبھی کبھی شاعر کو شعر کے وزن کی رعایت سے لفظ 'ایک' کی 'ی' حذف کرنی پڑتی ہے۔ یہی یہاں کیا گیا ہے۔ اسی طرح میرا، میری، میرے؛ مِرا، مِری، مِرے اور تیرا، تیری، تیرے؛ تِرا، تِری، تِرے ہو جاتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) اس نظم میں لڑکی نے کیا خواہش ظاہر کی ہے؟

(ii) دوسرا بند پڑھ کر بتائیے کہ لڑکی اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کیسی جگہ رہنا چاہتی ہے؟

(iii) شاعر نے نہر کے پانی کو کس چیز سے تشبیہہ دی ہے؟

5 مصرعے مکمل کیجیے:

(i) جہاں برسات کے موسم میں ....

(ii) جہاں شاخوں پہ کلیاں ....

(iii) جہاں چشموں کا پانی ....

(iv) جہاں پھولوں کی خوشبوؤں سے ....

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

گلزار موتی جنگل گیت

7 جوڑ ملایئے:

الف	ب
چڑیا	سَبزہ
کوئل	پانی
پھول	کوُ کوُ
چشمہ	چَہچہانا
برسات	خوشبوُ

© NCERT not to be republished

8 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کے واحد لکھیے :

ہم جولیاں   کلیاں   چڑیاں

9 عملی کام:

(i) کسی ایسے مقام کی پکنک کا پروگرام بنائیے جہاں کا منظر نظم میں بیان کیے ہوئے منظر سے ملتا جلتا ہو۔

(ii) نظم کے پہلے بند کو اپنی کاپی میں خوش خط لکھیے ۔

© NCERT not to be republished

سید مشتاق علی

سیّد مشتاق علی ہمارے مُلک کے مایۂ ناز کرکٹ کھلاڑی تھے۔ ان کی پیدائش اندور میں 1914ء میں ہوئی۔ ان کے والد ہولکر اسٹیٹ میں ملازم تھے۔ بچپن ہی سے مشتاق علی نے کرکٹ میں اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیے۔ پندرہ سال کی عمر میں انھوں نے حیدر آباد کے کرکٹ ٹورنامنٹ میں ایک ہَیٹ ٹرک لی اور 65 رن بنائے تو لوگ چونک پڑے۔ اس طرح ان کے لیے فرسٹ کلاس میچ کھیلنے کا دروازہ کُھل گیا۔

مشتاق علی اندور کی ہولکر ٹیم کی جانب سے رنجی ٹرافی میچوں میں حصہ لینے لگے۔ کرنل سی۔ کے۔ نائیڈو اس زمانے میں ہولکر ٹیم کے کپتان تھے۔ مشتاق علی کو ہندوستان کے مختلف مقامات پر کھیلنے کا موقع ملا۔ وہ دائیں ہاتھ سے بلے بازی کرتے اور بائیں ہاتھ سے گیند پھینکتے یا بالنگ کرتے۔ ان کے کھیلنے کا انداز دوسروں سے الگ تھا۔ ان کی خود اپنی ایک الگ تکنیک تھی۔ آگے بڑھ کر کھیلنا، قدموں کا توازن برقرار رکھنا اور کلائی موڑتے ہوئے گیند کو باؤنڈری کا راستہ دکھا دینا، ان کے کھیل کی خصوصیات تھیں۔ اپنے کھیل میں وہ کبھی گھبراہٹ اور دباؤ کا شکار نہیں ہوئے۔ خطرہ مول لے کر کھیلنا ان کی فطرت تھی۔ جلد ہی انھوں نے ایک بلند حوصلہ بلّے باز کی حیثیت سے اپنی پہچان بنالی۔ اپنے خاص انداز کی وجہ سے وہ عوام میں مقبول ہو گئے۔

© NCERT not to be republished

19 سال کی عمر میں ٹسٹ میچ کے لیے مشتاق علی کا پہلی بار انتخاب ہوا۔ پھر 1936ء میں انگلستان کا دورہ کرنے والی ٹیم میں انھیں شامل کرلیا گیا۔ یہیں لارڈس کے میدان پر پہلی بار کھیلتے ہوئے، انھوں نے سنچری بنائی۔ یہ ان کے کھیل کا بہترین دور تھا اور وہ اپنے پورے فارم میں تھے۔ مانچسٹر ٹسٹ کی دوسری اننگز میں مشتاق علی اور وِجے مَرچینٹ نے مل کر 135 منٹ میں 192 رن بنائے تو انگریز حیرت میں پڑ گئے۔ مشتاق علی 112 رن بنا کر آؤٹ ہوئے۔ ان کی بلے بازی دیکھ کر ایک انگریز مبصّر نے کہا کہ رانجی اور دلیپ سنگھ کے دیس سے ایک جادوگر بلّے باز آیا ہے۔ ہندوستان میں وہ اپنے کھیل کی وجہ سے مقبول تھے ہی، انگلستان بھی اُن کے فن کا مدّاح ہوگیا۔

مشتاق علی کے نزدیک 'اسپورٹس مین اسپرٹ' کی بڑی اہمیت تھی۔ اخیر عمر تک وہ کھلاڑیوں کو صحیح جذبے کے ساتھ کھیلنے کی تلقین کرتے رہے۔ انگلستان میں سرّے (Surrey) کاؤنٹی کے خلاف اووَل (Oval) میدان پر کھیلتے ہوئے انھوں نے کھیل کے جذبے کی شاندار مثال پیش کی۔ اس میچ میں وہ سِلپ میں کھڑے تھے۔ ایک گیند بلے باز کے بلے کو چھوتی ہوئی ان کے کچھ آگے کی طرف آئی۔ گیند کے زمین پر پڑتے ہی انھوں نے لپک کر اسے اٹھا لیا۔ لوگ سمجھے کیچ پورا ہوگیا۔ امپائر نے انگلی اٹھا دی۔ مشتاق علی کے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا۔ انھوں نے کہا ''مسٹر

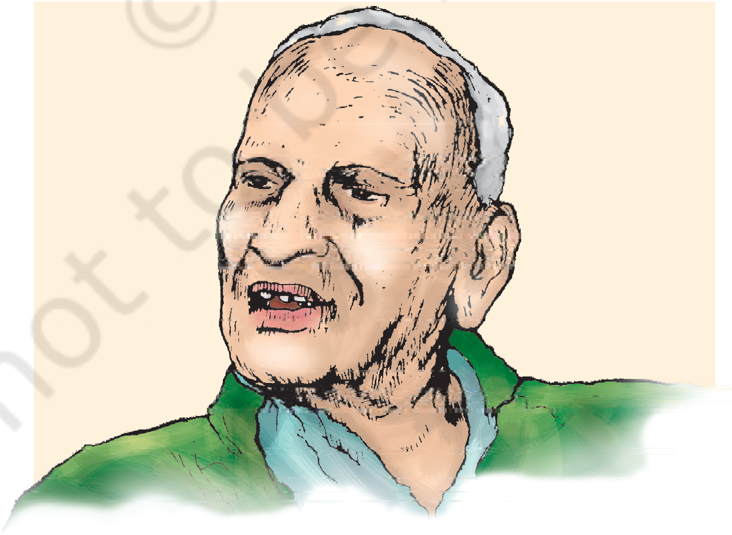

© NCERT not to be republished

امپائر! کیچ صحیح نہیں ہوا۔ میں نے گیند زمین سے اٹھائی تھی۔'' مشتاق علی کے اس قدم کو بہت سراہا گیا۔ ہندوستان کے کھیل کا وقار بڑھ گیا۔ کرکٹ کو شاید اسی لیے جینٹل مینس گیم (Gentle man's Game) کہتے ہیں۔ ہندوستانی عوام میں مشتاق علی اتنے مقبول ہو گئے تھے کہ لوگ خاص طور پر ان کا کھیل دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ 1944ء میں بمبئی ٹیم کے خلاف کھیلتے ہوئے انھوں نے دونوں اننگز میں ایک ایک سنچری بنائی۔ ان کا کھیل دیکھنے کے لیے میدان تماشائیوں سے بھرا پڑا تھا۔ دوسری اننگز میں ان کے آؤٹ ہونے پر میدان خالی ہو گیا۔ حالانکہ کھیل جاری تھا۔ اسی طرح 1946ء میں کولکاتا میں ایک ٹسٹ میچ کے لیے ان کا انتخاب نہیں ہوا تو عوام نے احتجاج کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'مشتاق نہیں تو میچ نہیں' (No Mushtaque, No Match)۔ اس وقت دلیپ سنگھ سلیکٹر (Selector) تھے۔ عوام کے اصرار پر انھوں نے مشتاق علی کو کھیل میں شامل کرلیا۔

مشتاق علی نے فرسٹ کلاس میچوں میں 12660 رن بنائے۔ ان میں 30 سنچریاں شامل ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کی وجہ سے وہ صرف 11 ٹسٹ کھیل سکے جن میں انھوں نے 612 رن بنائے۔

مشتاق علی کے کردار کی تعریف ہر ایک نے کی ہے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ خوش مزاجی ان کے کردار کی ایک خوبی تھی۔ وہ ہر ایک سے خلوص سے ملتے تھے۔ بہترین لباس پہنتے۔ مختلف قسم کے جوتے پہننے کا انھیں بڑا شوق تھا۔ لمبے قد، خوبصورت اور پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ شائستہ، صاف گو، وضعدار اور سچے انسان تھے۔ اپنے کارناموں پر انھیں ناز ضرور تھا مگر وہ مغرور نہیں تھے۔

عوام کے اس چہیتے کھلاڑی نے ہمیشہ لوگوں کی خوشی اور دلچسپی کا خیال رکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ کرکٹ کے کھیل کو عوام کے قریب لانے میں انھوں نے ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات کے سلسلے میں حکومتِ ہند نے 1964ء میں انھیں پدم شری کا اعزاز پیش کیا۔ ملبورن کرکٹ کلب نے انھیں حیاتی رکن بنایا۔ انھیں وسڈن ایوارڈ اور سی۔ کے۔ نائیڈو ایوارڈ دیا گیا۔ 2006ء میں اس عظیم کھلاڑی کا انتقال ہو گیا۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

مایۂ ناز	:	جس پر ناز کیا جائے، فخر کے قابل
دروازہ کھل گیا	:	مراد موقع ملنے لگا
مدّاح	:	مدح یعنی تعریف کرنے والا
اُنگلی اٹھائی	:	مراد آؤٹ ہونے کا اشارہ کیا
وضعدار	:	وضع کا پابند، اپنے طور طریقے پر قائم رہنے والا
پُرکشش	:	اپنی طرف کھینچنے والا، خوبصورت
وِسڈن	:	Wisden نامی انگلستان کا ادارہ جس میں کرکٹ کے قابلِ ذکر ریکارڈ درج کیے جاتے ہیں اور بہترین کھلاڑیوں کو اعزاز دیا جاتا ہے
مبصّر	:	تبصرہ کرنے والا
وقار	:	عزّت، قدر و منزلت

2 غور کیجیے:

اس سبق میں رانجی اور دلیپ دو راجاؤں کے نام ہیں جو کرکٹ کھیلتے تھے۔ اسی طرح مہاراجا آف وجیانگرم، جام صاحب آف توانگر، افتخار علی خاں پٹودی جیسے راجا اور نواب کرکٹ کے کھلاڑی تھے۔ آپ کے خیال میں کرکٹ میں ان کی دلچسپی کی کیا وجہ ہوسکتی تھی؟

© NCERT not to be republished

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) مشتاق علی کس ٹیم کی جانب سے کرکٹ کھیلتے تھے؟

(ii) مشتاق علی کے کھیل کی کیا خصوصیات تھیں؟

(iii) مانچسٹر میں مشتاق علی کا کھیل دیکھ کر انگریز مبصّر نے کیا کہا؟

(iv) حکومتِ ہند نے مشتاق علی کی خدمات کا اعتراف کس طرح کیا؟

(v) ایک ایسے واقعے کا ذکر کیجیے جس سے عوام میں مشتاق علی کی مقبولیت ظاہر ہو۔

4 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

گوارا　　احتجاج　　اعزاز　　سراہنا　　حیرت میں پڑنا

5 ذیل کے مرکب الفاظ کی ترکیب پر غور کیجیے اور ہر جزو کے بارے میں بتائیے کہ وہ ''اسم'' ہے یا ''صفت''، ''سابقہ'' ہے یا ''لاحقہ''۔

مثال : جہانگیر = جہاں (اسم) + گیر (لاحقہ)

لوک گیت　　بلندحوصلہ　　بلّے باز　　جادوگر

یادگار　　عہدنامہ　　پُرکشش

© NCERT not to be republished

گینٹ

گینٹ ایک سمندری چڑیا ہے۔ پروں کا رنگ سفید، زرد رنگ کی نوک دار چونچ، بطخ جیسے پیر۔ یہ ہے گینٹ کا پورا حلیہ۔ یہ سمندری چڑیا زیادہ تر انگلینڈ، آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں پائی جاتی ہے۔ کبھی کبھی فلوریڈا کے ساحلوں پر بھی نظر آتی ہے۔

بہت سی دوسری سمندری چڑیوں کی طرح گینٹ کی خوراک مچھلی ہے۔ اپنی خوراک کو وہ پانی میں غوطہ لگا کر حاصل کرتی ہے۔ گینٹ کے غوطہ لگانے کا طریقہ حیرت انگیز ہے۔ یہ پانی کی سطح سے پچاس فٹ سے اوپر تک کی اڑان بھرتی ہے۔ پھر اچانک اپنے پروں کو بند کر کے سیدھی نیچے آتی ہے اور پانی کی سطح سے ٹکرا کر اس میں غائب ہو جاتی ہے۔

گینٹ پانی میں کئی فٹ کی گہرائی تک غوطہ لگا سکتی ہے۔ اس سے گینٹ کے غوطوں کی طاقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مچھیرے سمندر کی گہرائی میں جال ڈالے مچھلی کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ گینٹ غوطہ لگاتی ہے تو کبھی ان کے جال میں پھنس جاتی ہے۔ مچھیروں کا کہنا ہے کہ جب کبھی گینٹ زندہ پکڑ لی جاتی ہے تو وہ چار چار زندہ

مچھلیاں اُگلتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ گینٹ کے منہ میں رہنے کے باوجود مچھلیاں زندہ رہتی ہیں، اور اگر انھیں اسی وقت پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ تیرنے لگتی ہیں۔

گینٹ سال میں ایک بار انڈے دیتی ہے۔ وہ کسی مخصوص جگہ پر ہی انڈے دیتی ہے۔ یہاں وہ فروری کے آخر سے لے کر اکتوبر تک رہتی ہے۔ وہ اپنا گھونسلہ چٹّانوں کے اُبھرے ہوئے حصّے پر بناتی ہے۔ گھونسلہ بنانے کے لیے وہ سمندری گھاس کا استعمال کرتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ گھاس خشک ہوکر چٹان کے اُبھرے ہوئے حصّے سے چپک جاتی ہے۔ گینٹ کے گھونسلوں سے کبھی کبھی بڑی عجیب اور حیرت انگیز چیزیں ملتی ہیں۔ ان گھونسلوں میں مکّھن لگانے کے چمچے، گولف کی گیندیں، ربڑ کے جوتے اور مور کے پَر پائے گئے ہیں۔

مادہ گینٹ صرف ایک انڈا دیتی ہے۔ بچہ گینٹ جب انڈے سے نکلتا ہے تو اندھا اور گنجا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے پیر چھوٹے اور سر بڑا ہوتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میں ہی اس میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ اپنے پر پھیلا سکتا ہے۔ انڈے سے نکلنے کے سات دن تک ماں باپ اس کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔ آٹھویں دن اس کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ نویں دن وہ زور زور سے چیخنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

انڈے سے بچے کی پہلی پرواز تک کوئی چودہ ہفتے کا وقفہ ہوتا ہے۔ گینٹ کے بچے کی کھال کے نیچے چربی ہوتی ہے۔ جب تک یہ بچے خود مچھلی پکڑنا نہیں سیکھ لیتے ان کا گزارا اس چربی پر ہوتا ہے۔ یہ چربی صدری کی طرح ان کے جسم کی حفاظت بھی کرتی ہے۔

قدرت نے دنیا میں گینٹ جیسے مختلف قسم کے حیرت انگیز پرندے پیدا کیے ہیں۔ ان کو محفوظ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

زرد	:	پیلا
حلیہ	:	وضع قطع
مخصوص	:	خاص
رفتہ رفتہ	:	دھیرے دھیرے، آہستہ آہستہ
حیرت انگیز	:	اچنبھا پیدا کرنے والا
سطح	:	اوپری پرت
خشک	:	سوکھا
پرواز	:	اڑان
وقفہ	:	درمیانی مدت، عرصہ
صدری	:	سینہ بند، واسکٹ، بنڈی، جیکٹ
پرندہ	:	چڑیا، پنچھی

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

غُوطَہ خور زَرْد خُوراک حُلْیَہ مَخْصُوص

© NCERT not to be republished

3 غور کیجیے:

اس زمین پر گینٹ کی طرح مختلف قسم کے پرندے اور جانور پائے جاتے ہیں۔ انھیں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی دوسری حیرت انگیز چیزوں کا تصور کیجیے۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) گینٹ کہاں پائی جاتی ہے؟

(ii) گینٹ کس طرح غوطہ لگاتی ہے؟

(iii) مچھیرے گینٹ کے بارے میں کون سی حیرت انگیز بات بتاتے ہیں؟

(iv) گینٹ اپنا گھونسلہ کہاں بناتی ہے؟

(v) گینٹ کے بچے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

5 خالی جگھوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

گہرائی   حفاظت   سمندری گھاس   غوطہ   اڑان

(i) گینٹ کے ....لگانے کا طریقہ حیرت انگیز ہے۔

(ii) گینٹ پانی کی سطح سے پچاس فٹ اوپر تک ....بھرتی ہے۔

(iii) مچھیرے سمندر کی ....میں جال ڈالے مچھلی کے انتظار میں ہوتے ہیں۔

(iv) اپنے گھونسلے کے لیے ....کا استعمال کرتی ہے۔

(v) پہلے سات دن تک ماں باپ اس کی پوری ....کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

حیرت انگیز　　حفاظت　　مظاہرہ　　وقفہ

7 نیچے لکھے لفظوں کی جمع بنائیے:

پرندہ　　حیوان　　صدری　　انڈا　　مچھلی　　چڑیا

8 عملی کام:

آپ جہاں رہتے ہیں وہاں کتنے طرح کے پرندے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی چند خوبیوں کے بارے میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

پہلی جنگِ آزادی کا سپہ سالار

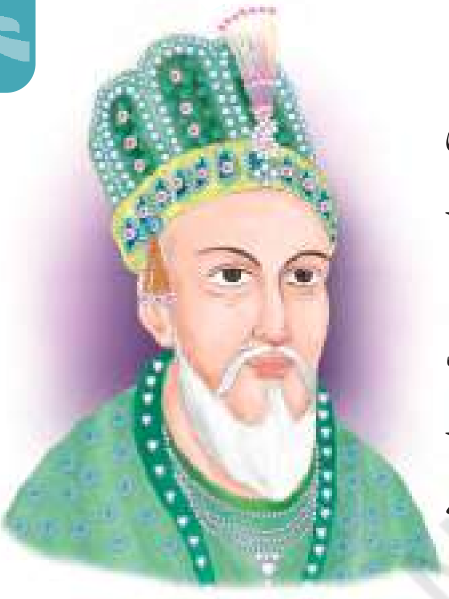

عامر آج بہت خوش تھا۔ اس کے اسکول میں آزادی کا جشن منایا جا رہا تھا۔ اس موقعے پر اسکول میں ایک ڈراما اسٹیج کیا گیا۔ ڈرامے کا موضوع تھا 'بہادر شاہ ظفر- پہلی جنگ آزادی کا سپہ سالار'۔ عامر نے بھی ڈرامے میں حصہ لیا۔ ڈراما بہت پسند کیا گیا اور سب نے طلبا کی بہت تعریف کی۔ عامر کے ابّو بھی پروگرام دیکھنے گئے تھے۔ گھر لوٹ کر انھوں نے عامر کو شاباشی دی۔ عامر نے کہا ''ابّو ! مجھے 1857ء کی جنگِ آزادی کے بارے میں کچھ اور بتائیے۔''

ابّو نے کہا ''بیٹا یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے تاجر بن کر اپنے ملک کا مال بیچنے آئے اور یہاں کی چیزیں اونے پونے داموں میں خرید کر اپنے ملک لے جانے لگے۔ دھیرے دھیرے وہ بعض ہندوستانی صنعتوں کے مالک بن بیٹھے۔ اپنی چالاکی اور مکّاری سے انھوں نے ملک کے انتظامات میں بھی دخل دینا شروع کر دیا۔ 1837ء میں جب بہادر شاہ ظفر بادشاہ بنایا گیا تو مغلوں کی حکومت برائے نام رہ گئی تھی۔ عام طور پر اعلان کیا جاتا تھا ''ملک بادشاہ کا، حکم کمپنی بہادر کا۔''

عامر نے حیرت زدہ ہو کر کہا — ''ابّو ! تو بادشاہ انگریزوں کی بات مانتے ہی کیوں تھے؟''

''بیٹا! انگریز طاقتور ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنی فوج بھی بنا لی تھی۔'' ابّو نے جواب دیا۔

''تو کیا اتنے بہت سے انگریز ہندوستان آ گئے تھے کہ ان کی فوج بھی بن گئی۔'' عامر نے پوچھا۔

ابّو نے جواب دیا — ''نہیں! انگریز ہندوستانیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہتے تھے۔ تنخواہ انگریز دیتے تھے، اس لیے ہندوستانی سپاہی ان کا حکم مانتے تھے۔''

''تو کیا بادشاہ کے پاس فوج نہیں تھی؟'' عامر نے پوچھا۔

ابّو نے جواب دیا — ''فوج تو تھی لیکن برائے نام۔''

''پھر 1857ء کی جنگِ آزادی کیسے لڑی گئی؟'' عامر نے سوال کیا۔

ابّو نے بتایا — ''انگریزوں کا ظلم اور ان کی ناانصافی بڑھتی جا رہی تھی۔ عوام میں بے چینی تھی۔ بہادر شاہ ظفر کو بھی اِن حالات کا علم تھا۔ وہ اپنے ملک کو انگریزوں سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ اُدھر اَودھ کی بیگم حضرت محل، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، بہار کے بابو کنور سنگھ، نانا صاحب پیشوا اور تانتیا ٹوپے وغیرہ اپنے اپنے علاقوں میں انگریزوں کے قدم اُکھاڑنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔''

عامر نے کہا — ”ابّو! اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارے ملک میں لوگ انگریزوں کے خلاف ہوگئے تھے۔“

ابّو نے کہا — ”ہاں بیٹا! انگریزی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں میں بھی انگریزوں کے خلاف بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ انگریز اُن ہندوستانی فوجیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے۔ انگریزوں کے خراب رویّے اور بعض دوسرے معاملات کی وجہ سے میرٹھ چھاؤنی کے ہندوستانی سپاہیوں نے بغاوت کردی۔ انھوں نے کچھ انگریز افسروں کو قتل کردیا۔ 10 مئی 1857ء کو پانچ ہزار سپاہیوں نے دلّی کا رُخ کیا۔ اگلے دن وہ سپاہی لال قلعہ پہنچے، بہادر شاہ ظفر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اُن سے درخواست کی کہ وہ ان کی کمان سنبھالیں۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریزوں کی فوج اب بہادر شاہ ظفر کی فوج ہوگئی۔“ عامر نے پوچھا۔

ابّو نے جواب دیا — ”ہاں! جس فوج نے بغاوت کی تھی، وہ اب بہادر شاہ ظفر کے ساتھ ہوگئی تھی۔ انھوں نے فوج کی کمان جنرل بخت خاں کو سونپ دی۔ ان کی سربراہی میں ہندوستانی فوجیوں نے انگریزوں کو دلّی سے بھگا دیا۔“

”تو پھر یہ جنگ ناکام کیوں ہوئی؟“ عامر نے پوچھا۔

ابّو نے بتایا — ”اس لیے کہ انگریزوں کی فوجیں دلّی کے باہر مورچے بنائے ڈٹی رہیں۔ انگریز اپنی فوجی طاقت بڑھانے میں لگے رہے۔ وہ ہندوستان پر مکمل حکومت کے خواب کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ ان کے جاسوس شہر میں پھیلے ہوئے تھے اور ہندوستانی فوج کی پل پل کی خبریں انگریزوں کو پہنچا رہے تھے۔ ہندوستانی سپاہیوں نے پانچ مہینے تک ڈٹ کر انگریزوں کا مقابلہ کیا، لیکن یہ فوج منظّم نہ تھی۔ ان کے پاس وسائل کی بھی کمی تھی۔ اس وجہ سے انگریز دلّی پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

”اوہو! تو اس وجہ سے یہ جنگ ناکام ہوئی۔“ عامر نے کہا۔

ابّو نے جواب دیا — ”ہاں، اس وقت انگریزوں کی چالاکی ہم پر بھاری پڑی۔ انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرلیا۔ بہادر شاہ ظفر گرفتار کرلیے گئے اور ان کے دو بیٹوں کو سرِ عام گولی ماردی گئی۔ انگریزوں نے آزادی کی اس جنگ کو غدر کا نام دیا۔ بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ چلا کر انھیں بغاوت کا ذمّے دار قرار دیا اور جلاوطن کرکے رنگون بھیج دیا۔“

© NCERT not to be republished

''اپنے وطن سے دوٗر؟'' عامر نے پوچھا۔

ابّو نے کہا — ''ہاں! بہادر شاہ ظفر کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ وہ ہندوستان واپس آنا چاہتے تھے لیکن انگریزوں نے ان کی ایک نہیں سنی۔ بہادر شاہ ظفر نے یہ خواہش بھی ظاہر کی تھی کہ ان کی موت کے بعد اُن کو ہندوستان میں دفن کیا جائے۔ انگریزوں نے یہ خواہش بھی پوری نہیں ہونے دی۔ 9 نومبر 1862ء کو ان کی وفات ہوئی اور وہ رنگون ہی میں دفن کیے گئے۔ برسوں بعد جب آزادی کی تحریک نے زور پکڑا تو نیتا جی سبھاش چندر بوس نے اپنی آزاد ہند فوج کے ساتھ پہلی جنگِ آزادی کے اس سپہ سالار کے مزار پر حاضری دی۔ انھوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بہادر شاہ ظفر کے باقیات ہندوستان لے جائے جائیں۔

بہادر شاہ ظفر کی رہنمائی میں آزادی کی جو جنگ شروع ہوئی تھی وہ 15 اگست 1947ء کو کامیاب ہوئی، اُسی کی یاد میں آج تمھارے اسکول میں جشن منایا گیا۔''

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

موضوع	:	وہ بات جس کے بارے میں کچھ کہا یا لکھا جائے
سپہ سالار	:	فوج کا سربراہ
حیرت زدہ	:	حیران
برائے نام	:	نہ ہونے کے برابر
نجات	:	چھٹکارا، رہائی
بغاوت	:	اپنے حق کے لیے لڑنا، دوسرے کی حکمرانی سے انکار کرنا
بدسلوکی	:	بُرا برتاؤ
وسائل	:	وسیلے کی جمع، ذریعے
سرِ عام	:	کھلم کھلا، عوام کے سامنے
غدر	:	ہنگامہ، شورش
جلاوطن	:	دیس نکالا
باقیات	:	بچی ہوئی چیزیں

2 سوچیے اور بتائیے:

(i) انگریز ہندوستان میں کس کمپنی کے تاجر بن کر آئے؟

(ii) 1857ء میں جو لوگ انگریزوں کے خلاف تھے اُن کے نام بتائیے؟

© NCERT not to be republished

(iii) بہادرشاہ ظفر نے فوج کی کمان کس جنرل کو سونپی؟

(iv) انگریز دوبارہ دلّی پر قابض ہونے میں کیوں کامیاب ہو گئے؟

(v) پہلی جنگِ آزادی کو انگریزوں نے کیا نام دیا؟

(vi) سبھاش چندر بوس کی فوج کا نام کیا تھا؟

3 نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

قدم اکھڑنا　　اونے پونے خریدنا　　بھاری پڑنا

4 نیچے دیے ہوئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

موت　　آزادی　　کامیاب　　خراب　　جواب

5 نیچے دیے ہوئے جملوں میں فعل کی نشان دہی کیجیے:

(i) ہندوستانی فوجیوں نے انگریزوں کو دلّی سے بھگا دیا۔

(ii) بہادرشاہ ظفر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔

(iii) ہندوستانی سپاہیوں نے ڈٹ کر انگریزوں کا مقابلہ کیا۔

(iv) بہادرشاہ ظفر کے باقیات ہندوستان لے جائے جائیں۔

6 عملی کام:

ایسی پانچ جگہوں کے نام لکھیے جن کا ذکر جنگِ آزادی کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

چوں چوں بیگم

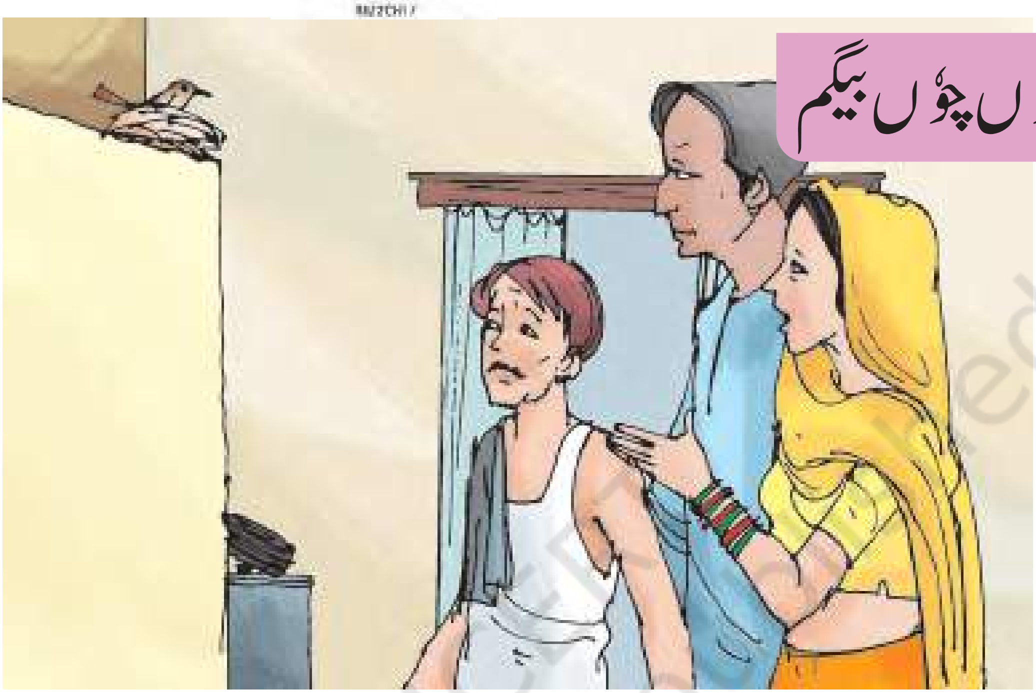

ایک ننھی سی چڑیا چونچ میں گھاس کا سوکھا تنکا لے کر جھروکے سے اندر آئی۔ اس نے یہ تنکا اس جگہ رکھ دیا جہاں وہ گھونسلہ بنا رہی تھی۔ یہ چڑیا بڑی محنت اور لگن سے اپنا گھونسلہ بنانے میں لگی ہوئی تھی۔ وہ تنکوں، درخت کے پتوں، کپڑے کی کترنوں، طرح طرح کے دھاگوں اور سُتلیوں کو اپنے گھونسلے کا حصّہ بناتی جا رہی تھی۔ شام ہوتے ہوتے گھونسلہ تیار ہوگیا اور چڑا چڑیا چین سے اپنے نئے گھونسلے میں جا کر سو گئے، ٹھیک ویسے ہی جیسے آپ اپنے اپنے گھروں میں اطمینان، چین اور بے فکری کی نیند سوتے ہیں۔

جب باہر سخت گرمی ہو، لُو چل رہی ہو، بارش کا موسم ہو یا سردی ہو تو گھر کی چھت آپ کو گرمی، سردی، بھیگنے اور بیمار پڑنے سے بچاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان کی بنیادی ضرورتیں روٹی، کپڑا اور مکان ہیں۔

ابھی گھونسلہ بنے دو ہی دن ہوئے تھے کہ مالک کی نظر اس پر پڑی اور نوکر سے گھونسلہ تڑوا دیا۔ چڑیا بے چاری چوں چوں کر کے بہت روئی۔ جب اس کا غم کچھ کم ہوا تو پھر گھونسلہ بنانے میں لگ گئی۔ اس بار نوکر نے بننے سے

پہلے ہی گھونسلہ توڑ دیا۔ کسی کا گھر چھِن جائے یا ٹوٹ جائے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ جتنا بڑا ظلم کسی پرندے کو پنجرے میں قید کرنا ہے، اس سے بھی بڑا ظلم اس کا گھونسلہ توڑنا ہے۔

کچھ دنوں بعد نوکر چھٹّی پر گیا تو بی چڑیا نے دوبارہ گھونسلہ بنایا اور رہنے لگیں۔ اس میں دو ننّھے منّے بچّے دکھائی دیے۔ بچّوں سے سبھی پیار کرتے ہیں۔ نوکر نے آ کر بچّے دیکھے تو اسے بھی بچّوں سے پیار ہو گیا۔ اس نے سوچا بچّوں کے بڑے ہونے تک گھونسلہ نہیں توڑوں گا۔

بچوں کو دیکھ کر تو مالک بھی نرم پڑ گیا اور اس کی بیوی نے تو سختی سے منع کر دیا تھا کہ گھونسلے کو ہرگز نہ چھیڑا جائے، کیونکہ بہت سی کام کی چیزیں گھونسلے میں مل جایا کرتی تھیں۔ جیسے کتابیں پیک کرنے کے لیے سُتلی، سوئی دھاگا، سیفٹی پن، ہیئر پن جب بھی بیوی صاحبہ کو ضرورت ہوتی کرسی پر چڑھ کر ہاتھ ڈال کر نکال لیتیں اور جس دن ان کی کھوئی ہوئی انگوٹھی بی چڑیا کے یہاں حفاظت سے رکھی ہوئی مل گئی، اس دن تو میاں بیوی نے خوش ہو کر چڑیا کی دعوت کی۔ اب چڑیا مالک کے بھی چھوٹے موٹے کام کرنے لگی۔ جیسے ایک دن پوسٹ مین مالک کا خط نیچے ڈال کر چلا گیا، تب چڑیا ہمت کر کے لفافہ اپنی چونچ میں اٹھا کر کسی نہ کسی طرح پھُدک پھُدک کر اوپر لے ہی آئی اور اسے دروازے پر گرا دیا۔ اس طرح وہ لفافہ مالک کو مل گیا۔ مالک چڑیا کے محسن اور مہربان تھے۔ موقع ملتے ہی ہمیں کسی کے اِحسان کا بدلہ چکا دینا چاہیے۔ بہرحال، چڑیوں اور انسانوں کی دوستی صدیوں سے چلی آ رہی ہے اور ہمیشہ چلتی رہے گی۔ اس لیے کہ پرندوں کی چہکاریں، چڑیوں کی چوں چوں دنیا کے بہت سے میٹھے نغموں میں سے ہیں۔

(شفیقہ فرحت)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

جھروکا : ایک طرح کا روشن دان
غم : دکھ
مُحسن : احسان کرنے والا
چہکاریں : پرندوں کی چہچہاہٹ

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

گھونسلہ (عام طور پر اس لفظ کو گھوسلہ یعنی بغیر نون غنہ کے بولا جاتا ہے)   مَنُع   لِفافہ

3 غور کیجیے:

(i) انسان اور پرندوں کے بیچ لگاؤ اور محبت کا تصور کیجیے۔ ہمارے آس پاس پائے جانے والے یہ جانور اور پرندے انسان کے ساتھ کیسے گھُل مِل جاتے ہیں اور ہماری زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) چڑیا اپنا گھونسلہ کس طرح بناتی ہے؟
(ii) گھر کی چھت ہمارے لیے کیوں ضروری ہے؟
(iii) چڑیا کے گھونسلے میں کون کون سی چیزیں مل جاتی تھیں؟

© NCERT not to be republished

(iv) چڑیا کے کس کام سے مالک بہت خوش ہوئے؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

میٹھے لفافہ مکان گھونسلہ دوستی

(i) چڑیا بڑی محنت اور لگن سے اپنا......................بنانے میں لگی ہوئی تھی۔

(ii) انسان کی بنیادی ضرورتیں روٹی، کپڑا اور......................ہیں۔

(iii) چڑیا اپنی چونچ میں مالک کا ایک...........لے کر آئی اور دروازے پر گرا دیا۔

(iv) چڑیوں اور انسانوں کی......................صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔

(v) چڑیوں کی چوں چوں دنیا کے بہت سے..................نغموں میں سے ایک ہے۔

6 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:

کپڑے ضرورتیں کتابیں چیزیں چہکاریں

7 عملی کام:

(i) اس بات پر غور کیجیے کہ آپ کا گھر سردی، گرمی اور برسات کے موسموں سے آپ کو کس طرح محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔

(ii) آپ اپنے گھر، اسکول یا آس پاس کے علاقے میں چڑیا کا گھونسلہ تلاش کیجیے، اس کو غور سے دیکھیے اور اس کے بارے میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

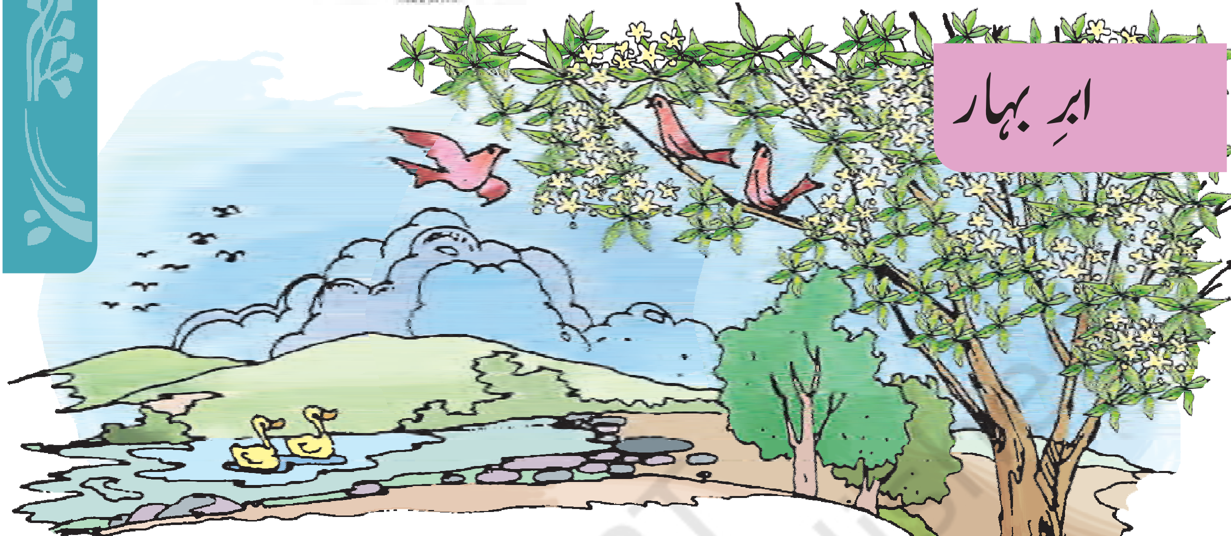

ابرِ بہار

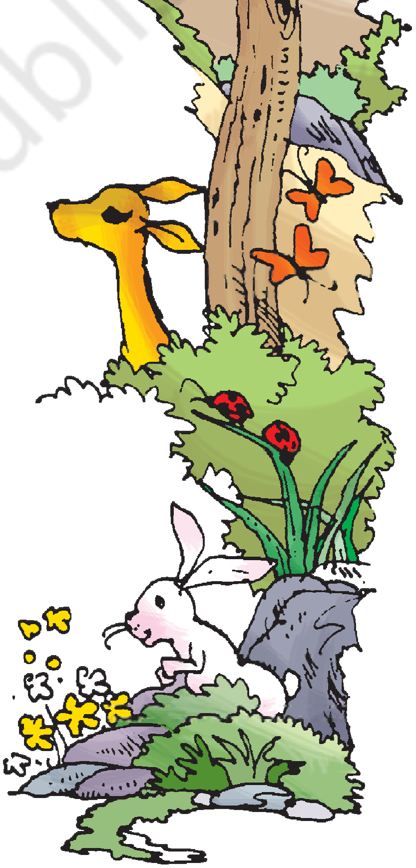

مستی لُٹا رہی ہیں بڑھتی ہوئی گھٹائیں
جنگل سے آ رہی ہیں کیا مَد بھری ہوائیں
اس دَور کی ہوا کو
نیرنگیِ فضا کو
مَے کا اثر دیا ہے
ابرِ بہار تُو نے!

رنگیں ہے صحنِ گلشن صحرا زمرّدیں ہے
ہر شاخ گل بدامن شبنم سے گوہریں ہے
گلشن کو ، جنگلوں کو
کھیتوں کو ، وادیوں کو
گنجِ گہر دیا ہے
ابرِ بہار تُو نے

© NCERT not to be republished

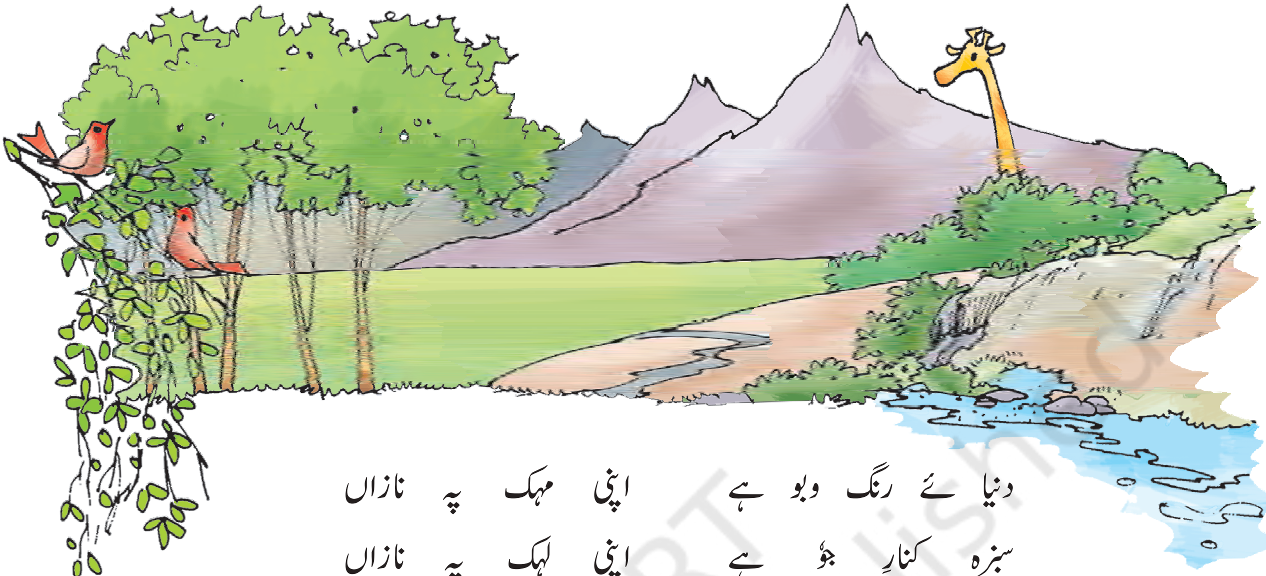

دنیائے رنگ وبو ہے اپنی مہک پہ نازاں
سبزہ کنارِ جُو ہے اپنی لہک پہ نازاں
سرو سمن بھی دِل کش
خاکِ چمن بھی دِل کش
سب کچھ مگر دیا ہے
ابرِ بہار تو نے

آنے کو یوں بھی آتی فصلِ بہار لیکن
یہ لُطف کب دکھاتی ابرِ بہار تجھ بن
کُہسار کو ، چمن کو
ہر منظرِ کُہن کو
شاداب کر دیا ہے
ابرِ بہار تو نے!

(تلوک چند محرومؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

اَبر	:	بادل
مَد بھری	:	نشیلی، مدہوش کرنے والی
نیرنگی	:	رنگا رنگی، نئے نئے رنگ ہونا
مے	:	شراب
صحرا	:	ریگستان، جنگل
زمرّدیں	:	سبز رنگ کا
بدامن	:	دامن میں
گوہریں	:	موتیوں سے بھرا ہوا
گنجِ گہر	:	موتیوں کا خزانہ
دنیائے رنگ و بو	:	رنگ اور خوشبو کی دنیا
کنارِ جُو	:	نہر کا کنارہ
نازاں	:	ناز کرنے والا، فخر کرنے والا
سرو	:	ایک سیدھا اور اونچا درخت
سمن	:	چمیلی
کہسار	:	پہاڑ
کہن	:	پرانا

© NCERT not to be republished

شاداب	:	تر و تازہ، ہرا بھرا
فصل	:	موسم

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

کُہن بَدَامن زُمرّدیں فضَا گَنجِ گُہر سَرو سَمَن

3 سوچیے اور بتائیے:

(i) ابر بہار کے آنے سے ہمارے ماحول میں کیا تبدیلی آتی ہے؟

(ii) گلشن، جنگل، کھیت اور وادی کو ابر بہار نے کیا عطا کیا ہے؟

(iii) ابرِ بہار کی وجہ سے فصلِ بہار کے لطف میں اِضافہ کیوں ہو گیا ہے؟

(iv) شاعر نے صحرا کو زمردیں کیوں کہا ہے؟

4 نظم سے تلاش کر کے ہر لفظ کے سامنے اس کا ہم قافیہ لفظ لکھیے:

گھٹائیں	....	لٹا رہی ہیں	....
زمّردیں	....	مہک	....
ادا	....	فضا	....

5 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

شاداب لطف مہک گلشن رنگ

6 ’ابرِ بہار‘ کی طرح ترکیبِ اضافی کی پانچ اور مثالیں نظم سے تلاش کر کے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

اِبنِ سینا

بوعلی اِبنِ سینا اس زمانے کے سائنس داں تھے جب اس علم نے زیادہ ترقی نہیں کی تھی۔ انھوں نے اپنی محنت، لگن اور ذہانت سے سائنس کو بہت فروغ دیا۔ اِبنِ سینا بخارا کے قریب ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ ان کی باقاعدہ تعلیم کی ابتدا 6 سال کی عمر میں ہوئی۔ دس سال کی عمر میں قرآن شریف حِفظ کیا۔ اس کے بعد ریاضی، فلسفہ اور فلکیات کی تعلیم ایک مشہور عالم عبداللہ الناتلی سے حاصل کی۔

اِبنِ سینا کو علمِ طِب اور تحقیق سے بڑی دلچسپی تھی۔ انھوں نے طب میں بڑی مہارت حاصل کی اور اس علاقے میں ایک قابل حکیم کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ بخارا کا بادشاہ اتنا بیمار ہوگیا کہ اس وقت کے تمام طبیبوں نے جواب دے دیا۔ ابن سینا کو بادشاہ کے علاج کی غرض سے طلب کیا گیا۔ ابن سینا نے جی لگا کر ایسا علاج کیا کہ کچھ ہی دنوں میں بادشاہ صحت یاب ہوگیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے انعام کے طور پر ابن سینا کو شاہی کتب خانے کا ناظم مقرّر کردیا۔ اس وقت ان کی عمر صرف 16 یا 17 سال کی تھی۔ اس واقعے سے ابن سینا کی شہرت میں چار چاند لگ گئے۔ اب دُور دُور سے لوگ ان کے پاس علاج کی غرض سے آنے لگے۔

© NCERT not to be republished

انھیں دوسرے ملکوں میں بھی بلایا جانے لگا۔ وہ نئی نئی دوائیں بھی بناتے اور ان کا استعمال کر کے ان پر تحقیق بھی کرتے۔

اطمینان اور خوش حالی کا یہ زمانہ پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔ وہ بیس برس کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد کے انتقال کے کچھ ہی دنوں بعد بخارا کا بادشاہ بھی چل بسا۔یہیں سے ابن سینا کی پریشانیوں کا دَور شروع ہوا۔ 1001ء میں ابن سینا بخارا سے جُرجان آگئے۔یہیں ان کی ملاقات البیرونی، ابوٗ نصر عراقی اور ابوٗ سعید جیسے 'علما اور صوفیا' سے ہوئی۔ کچھ عرصہ یہاں گزارنے کے بعد وہ 'رے' چلے گئے اور وہاں سے ہمدان کا رخ کیا۔ یہاں لمبا عرصہ پریشانیوں میں گزارا۔ پھر وہ اَصفہان آئے۔ یہاں انھوں نے اپنی مشہور کتابیں مرتب کیں۔ لگاتار سفر، محنت اور مسلسل پریشانیوں کی وجہ سے ان کی صحت خراب رہنے لگی۔ آخری عمر میں وہ پھر ہمدان آگئے جہاں ان کا انتقال ہوگیا۔آج بھی ان کا مقبرہ وہاں موجود ہے۔

ابن سینا نے سائنس پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ علم طب پر بھی کتابیں لکھیں جن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب 'القانون' ہے۔ اس کتاب میں بیماریوں کی تفصیلات، علاج کے نسخے اور اس سلسلے میں اپنے تجربات بیان کیے ہیں۔ دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی اس کتاب کے ترجمے ہوچکے ہیں۔ القانون کی اشاعت کے بعد 600 سال تک اسلامی دنیا ہی میں نہیں، یورپ میں بھی طب کی تعلیم ابن سینا کی اسی کتاب سے دی جاتی رہی۔

ریاضی اور فلکیات سے بھی ابن سینا کو بہت دلچسپی تھی۔ انھوں نے ہمدان میں رصدگاہیں تعمیر کروائیں۔ طبیعیات پر ان کی گہری نظر تھی۔اس موضوع پر بھی انھوں نے کتابیں لکھیں۔

ابن سینا نے اپنی ساری زندگی سائنس کے لیے وقف کردی۔ انھوں نے بہت سی ایجادات کیں اور انسانی فلاح کے بہت سے کام کیے۔

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

فروغ دینا : بڑھاوا دینا

آغاز : ابتدا، شروعات

حفظ کرنا : زبانی یاد کرنا

فلکیات کی تعلیم : ستاروں سے متعلق علم

تحقیق : کھوج، چھان بین

پلک جھپکتے ہی : ذرا سی دیر میں، آن کی آن میں

مرتب کرنا : ترتیب دینا

اشاعت : پھیلانا، چھپائی

ریاضی : حساب (Arithmatic)

رصدگاہیں : رصدگاہ کی جمع، وہ مقام جہاں ستاروں اور سیاروں کو دیکھنے کے لیے طاقت ور دوربین لگی ہوتی ہے (Observatory)

تعمیر کروانا : بنوانا

طبعیات : ٹھوس چیزوں کا علم، فزکس (Physics)

وقف کرنا : سونپ دینا، پوری طرح لگا دینا

ایجاد کرنا : نئی چیزیں وضع کرنا

فلاح : بھلائی

© NCERT not to be republished

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

ذِہانَت عَظیم اِطمینان اِنتقال حِفظ تجرُبات عِلمِ فلکیات

3 غور کیجیے:

(i) ایسی معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا کیجیے جس سے لوگوں کو فائدہ ہو۔

(ii) یہ سبق بوعلی سینا کے متعلق ہے جو ابن سینا کے نام سے مشہور ہوا۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) بوعلی سینا کس شہر میں پیدا ہوئے؟ یہ شہر کس ملک میں واقع ہے؟

(ii) بوعلی سینا کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز کہاں سے ہوا؟

(iii) ابن سینا نے کن کن علوم میں مہارت حاصل کی؟

(iv) بادشاہ ابن سینا سے کیوں خوش ہوا؟

(v) ابن سینا کی ملاقات کن علما سے ہوئی؟

(vi) ابن سینا کی مشہور کتاب کا کیا نام ہے؟

5 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد لکھیے:

علما محققین انعامات اغراض تجربات

© NCERT not to be republished

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

آغاز　　عالِم　　تعمیر　　اشاعت　　تحقیق

7 نیچے دی ہوئی مثال کے مطابق ہر لفظ کے آخر میں ات لگا کر جمع بنائیے:

تفصیل + ات = تفصیلات

تفریح + ات = ...

ایجاد + ات = ...

اِنعام + ات = ...

توقّع + ات = ...

تعمیر + ات = ...

8 عملی کام:

اپنے استاد سے 'البیرونی' کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور ان پر اپنی ڈائری میں پانچ جملے لکھیے۔

© NCERT not to be republished

آؤ پیڑ لگائیں

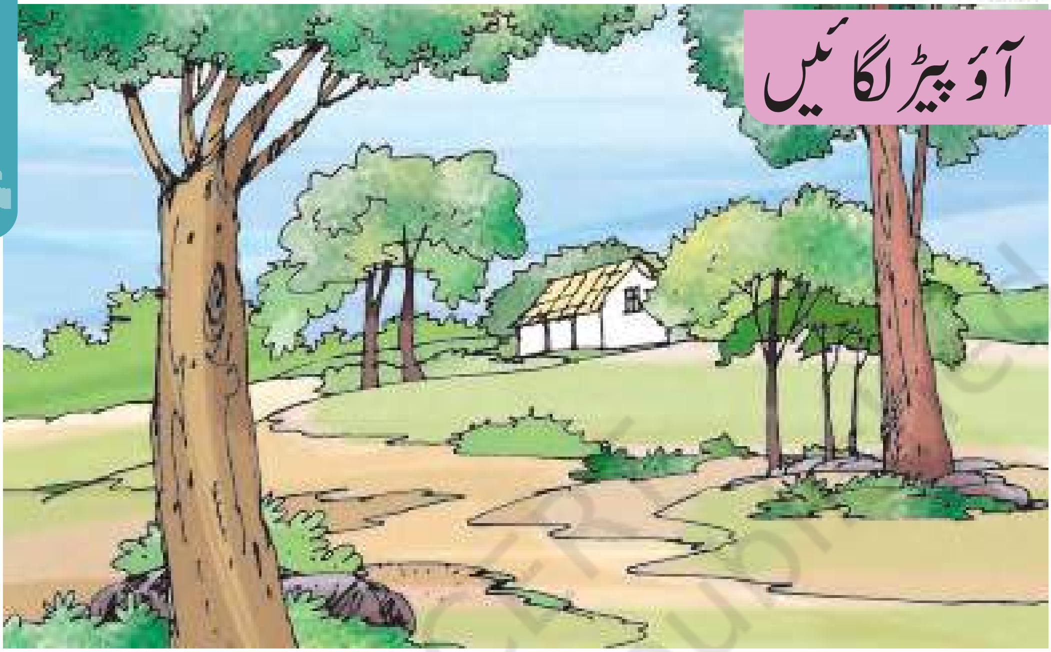

ابھی کل کی بات ہے میں یہاں آیا تھا۔ کیسا اچھا جنگل تھا یہاں! گھر سے زیادہ دور بھی نہ تھا۔ صبح کی سیر اچھی ہو جاتی تھی۔ اونچے اونچے، گھنے، سایہ دار درخت تھے۔ کہیں پھولوں کی بیلیں تھیں اور کہیں پھل۔ جانور اِدھر اُدھر گھومتے تھے، دوڑتے تھے، آدمی کو دیکھ کر بھڑکتے تھے اور دوڑ کر جھاڑیوں میں چھپ جاتے تھے۔ صبح کو یہاں گھومنے سے دل کو سکون ملتا تھا۔ دماغ کو فرحت ہوتی تھی۔ صبح اچھی گزرتی تو پورا دن اچھا گزرتا تھا۔

لیکن آج یہ کیا ہو گیا یہاں! بڑی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ یہاں اب تو آبادی ہے۔ اونچے اونچے مکان ہیں۔ کارخانوں کی چمنیاں دُھواں اُگل رہی ہیں۔ ارے یہ سب کیسے ہو گیا اور کیوں ہو گیا!

بھائی یہ ہوتا کیسے نہیں۔ سیٹھ کو کھلونوں کی ایک فیکٹری لگانی تھی۔ اُس نے جنگل بہت کم قیمت پر خرید لیا۔ درخت کٹوا دیے۔ جب کسی درخت پر کلہاڑی پڑتی تھی تو ایسا لگتا تھا جیسے درخت کی چیخ نکل رہی ہو۔ مہینوں تک یہ پیڑ کٹتے رہے اور ان کی چیخیں فضا میں گونجتی رہیں۔ پھر یہ زمین ہموار ہوئی۔ یہ کالونی بسی اور کالونی سے آگے

کھلونوں کی فیکٹری بنی۔ یہ چمنی جو تم دیکھ رہے ہو اسی فیکٹری کی ہے اور اُس کالونی میں اس فیکٹری کے مُلازم رہتے ہیں یا کچھ کرایہ دار۔ فیکٹری کی اس چمنی سے دھوئیں کے ساتھ کوئلے کی بہت باریک گرد بھی نکلتی ہے۔ کوئلے کی گرد گھروں پر گرتی ہے۔ رات کو صحن میں بستر پر سفید چادر بچھا کر سوئیے تو صبح کپڑوں پر، چادر پر، منہ پر، سر میں کوئلے کی گرد کی تہہ کی تہہ دکھائی دے گی۔ اب یہاں کوئی تندرست کیسے رہ سکتا ہے۔

ارے صاحب! یہ جنگل اچھا تو لگتا ہی تھا۔ چڑیوں کا چہچہانا، پھولوں کی خوشبو اور خوش نُما رنگ آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشتے تھے۔ اس جنگل سے اور بھی بہت سے فائدے تھے۔ کچھ درخت سوکھ جاتے تھے۔ ان کی شاخیں ایندھن کا کام دیتی تھیں۔ موٹی شاخیں اور تنے میز، کرسی، کواڑ، تخت اور دوسرا فرنیچر بنانے کے کام آتے تھے۔ اندر جھاڑیوں میں مکوہ، تلسی اور دوسری جڑی بوٹیاں ملتی تھیں۔ وید جی اور حکیم صاحب کے مُفت کے نُسخوں سے بیماری دور بھاگتی تھی۔

بارش ہوتی تھی تو پانی بہہ کر دور نہ جاتا تھا۔ پیڑوں کی جڑوں میں جذب ہو جاتا تھا اور پھر یہی پانی پتیوں سے نکل کر بخارات کی شکل میں اٹھتا اور بارش بن کر برس پڑتا۔ بارش ہوتی تھی تو گرمی کم ہوتی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ جب جاندار سانس لیتے ہیں تو ہوا پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ آکسیجن سے خون صاف ہوتا ہے اور سانس کے ذریعے کاربن ڈائی آکسائڈ باہر نکلتی ہے۔ پیڑ پودوں کی پتیاں بھی سانس لیتی ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائڈ پودوں کے کام آجاتی ہے۔ اس کے بدلے میں پتیاں آکسیجن اُگل دیتی ہیں۔ یہ آکسیجن پھر ہمارے کام آتی ہے۔

یوں بھی جنگل تو ملک کی دولت ہیں۔ لکڑی، پھل، پھول، جڑی بوٹیاں، جنگلی جانور سب جنگلوں کے کٹنے کے ساتھ کم ہو رہے ہیں۔ کارخانوں کی چمنیوں، موٹروں اور چولھوں کے دھوئیں سے فضا گندی ہو رہی ہے، بوجھل ہو رہی ہے۔ جیسے جیسے آبادی بڑھ رہی ہے، آدمی کی ضرورتیں بھی بڑھ رہی ہیں۔

مکانوں کے لیے، کارخانوں کے لیے، سڑکوں کے لیے اور کھیتوں کے لیے پیڑ کاٹے جا رہے ہیں۔ نتیجے کے طور پر ماحول آلودہ ہو رہا ہے۔ سرکار یہ کوشش کر رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیڑ لگائے جائیں۔

شہروں میں لوگ اپنے گھروں کے لان اور بالکونیوں میں پیڑ پودے لگاتے ہیں۔ گملوں میں چھوٹے چھوٹے پودے لگا کر ڈرائنگ روم، بیڈروم اور کچن کو سجایا جاتا ہے۔ اس سے گھر کی سجاوٹ بھی ہوتی ہے اور ہمیں آکسیجن بھی ملتی ہے۔

اسکولوں میں بچّوں کو پودے لگانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ سڑکوں کے کنارے خالی جگہوں میں پودے لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سے فضا صاف رہتی ہے۔

بچّو! آپ بھی پودے لگائیے۔ آئیے اپنے اسکولوں میں، گھروں میں، سڑکوں کے کنارے اور خالی جگہوں میں پیڑ لگائیں۔ آؤ پیڑ لگائیں!

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

سایہ دار	:	سائے والا
فرحت	:	خوشی
کالونی	:	نئی آبادی
گرد	:	دھول
صحن	:	آنگن
بخارات	:	بھاپ
ترغیب دینا	:	کسی کام کے لیے آمادہ کرنا، مائل کرنا
اِہتمام	:	خاص، اِنتظام

© NCERT not to be republished

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

تخت   چُھپانا   خوش نُما   جَذب   فَضا   جگہوں (جگ ہوں)   اِہتمام

3 سوچیے اور بتایئے:

(i) صبح کی چہل قدمی سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(ii) فیکٹری کے قریب رہنے والوں کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟

(iii) جنگلات سے کیا فائدے ہیں؟

(iv) شہروں میں رہنے والے لوگ کہاں کہاں پودے لگا سکتے ہیں؟

(v) پیڑ پودے ہمیں کس طرح آکسیجن دیتے ہیں؟

4 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

گونجتی رہیں　　سرور　　فرحت　　خوشبو

(i) دل کو سکون ملتا تھا، دماغ کو .... ہوئی تھی۔

(ii) چڑیوں کا چہچہانا، پھولوں کی ....

(iii) آنکھوں کو نور، دل کو .... بخشتے تھے۔

(iv) یہ پیڑ کٹتے رہے، اور ان کی چیخیں فضا میں ....

5 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

ہموار　　تہہ　　نسخہ　　ایندھن　　اہتمام　　بوجھل

6 جنگل کی جمع ''جنگلات'' ہے۔ نیچے لکھے ہوئے الفاظ میں ''ات'' لگا کر جمع بنائیے۔

حال　　ترغیب　　مکان　　نقصان

© NCERT not to be republished

7 ان حصّوں کا استعمال بتائیے:

جڑ ....

تنا ....

شاخیں ....

پتیاں ....

پھل ....

8 عملی کام:

پودے لگانے کی مہم شروع کیجیے اور گھر کے آس پاس جہاں جگہ ہو وہاں پودے لگائیے۔

© NCERT not to be republished

نوٹ

© NCERT
not to be republished